SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, December27, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولقد کرّمنا بنی آدم و حملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت و فضلنٰھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً O

ترجمہ: اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔

جناب چیئرمین۔جزاک اللہ ---- جی جناب بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! ہم نے ایک Human Rights Ministry قائم کی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ ہمیں human rights کے متعلق بہت خیال ہے اور ہم اس کا تحفظ کرتے ہیں اور جہاں تک انسانی حقوق کا تعلق ہے ان کی پاسداری بھی کرتے ہیں اور ان کی نگہداشت بھی کرتے ہیں۔ لیکن جناب! آج "News" میں سرفہرست ایک خبر ہے کہ

Mian Shabaz Sharif, Leader of the Opposition in the Punjab Assembly will go on hungerstrike on Wednesday to protest against the treatment meeted out to him in

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, December27, 1995

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولقد کرّمنا بنی آدم و حملنھم فی البر والبحر ورزقنھم من الطیبت و فضلنھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً O

ترجمہ: اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔

جناب چیئرمین۔جزاک اللہ ---- جی جناب بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! ہم نے ایک Human Rights Ministry قائم کی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ ہمیں human rights کے متعلق بہت خیال ہے اور ہم اس کا تحفظ کرتے ہیں اور جہاں تک انسانی حقوق کا تعلق ہے ان کی پاسداری بھی کرتے ہیں اور ان کی نگہداشت بھی کرتے ہیں۔ لیکن جناب! آج "News" میں سرفہرست ایک خبر ہے کہ

Mian Shabaz Sharif, Leader of the Opposition in the Punjab Assembly will go on hungerstrike on Wednesday to protest against the treatment meeted out to him in

اب جناب نہ ان کو کھانا صحیح دیا جا رہا ہے، نہ ملاقاتیوں کو ملنے دیا جا رہا ہے، نہ ان کو صحیح سہولتیں دی جا رہی ہیں۔ ان کی کمر میں شدید تکلیف ہے یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ نہ میڈیکل کی سہولتیں دی جا رہی ہیں۔ تو کیا جناب انسانی حقوق کا تحفظ اس طرح سے ہو رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ under trial جو ہوں ان کی خاص طور پر نگہداشت کی جا تی ہے۔ کیا انسانی حقوق کا تحفظ ہم ایسی طرح سے کریں گے کہ جب صوبائی اسمبلی پنجاب میں اپوزیشن کا لیڈر اس طرح ظلم و ستم کا نشانہ بنا ہوا ہے ، جیل میں ہے اور بیمار ہے۔ باوجود اس بیماری کے وہ مجبور ہوا ہے کہ انہوں نے یہ بیان دیا ہے کہ وہ hunger strike پر جا رہا ہے۔ کیا انسانی حقوق کی ساری وزارت کے نوٹس میں یہ باتیں نہیں ہیں۔ وہ کیا انسانی حقوق کا تحفظ کریں گے جب ایک بیمار آدمی کے ساتھ یہ ظلم وستم روا رکھا جا رہا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ استحقاق کا سب سے بڑا مسئلہ ہے ۔ حکومت کے نزدیک بھی یہی ہے کہ انسانی حقوق کی پاسداری کی جائے ۔انسانی حقوق کو پیش نظر رکھا جائے ۔ کیا ہم توقع رکھ سکتے ہیں کہ ایک عام آدمی کے حقوق کو تحفظ دیا جائے گا جبکہ ایک اپوزیشن لیڈر کے حقوق کا کوئی تحفظ نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس لئے وہ hunger strike پر مجبور ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ خٹک صاحب اس پر آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک : جناب چیئرمین! میرے ساتھی نے انسانی حقوق کی بنیاد پر یہ مسئلہ اٹھایا ہے۔ میں اس سے ایک زیادہ بنیادی حوالے سے اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے آزادی حاصل کی۔ آزادی کے لئے جن جن لوگوں نے کوششیں کیں ان کے ذہن میں یہ تھا کہ غلام ملک میں غلاموں کے ساتھ جو غیر انسانی ، غیر اخلاقی ، غیر آئینی ، غیر قانونی اور غیر مہذب سلوک ہوتا رہتا ہے ، ہم آزادی حاصل کرکے ، ہر پہلو پر ایک آزاد ، شریف ، خودمختار اور اقتدار کی مالک عوام کی طرح زندگی بسر کر سکیں گے۔افسوس کا مقام ہے کہ اس واقعہ سے آپ کے اور میرے ساتھیوں کے ذہن پر جو نکتے ابھرتے ہیں یا نقشہ ابھرتا ہے ۔ میں نے انگریزوں کے قیدی دیکھے ہیں۔ حضور under trial تو ابھی مجرم ثابت نہیں ہوا ہوتا۔ جو قیدی ہوتے تھے۔ جو مجرم قاتل ، ڈاکو اور چور ثابت ہوجاتے تھے اور ان کو جیل بھیج دیا جاتا تھا ۔

سپرنٹنڈنٹ کے تحفظ میں دیا جاتا تھا تو خود جیلوں کے افسر قیدیوں کی بیماری ، تکلیف کا خیال رکھتے تھے اور جیل مینول کے مطابق ان کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے۔

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ کسی مخصوص پارٹی کو ہر معاملے میں مورد الزام ٹھہرا دوں۔ لیکن یہ معاملہ ایسا ضرور ہے اور میں یہ کہوں گا کہ ہم اور ہماری حکومت ، میں نے نہایت polite الفاظ میں کہا ہے ہماری حکومت ، وہ اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ایک under trial شہری ، اپوزیشن لیڈر ، ملک کا ایک عزت مند ، باوقار اور ایک معزز شخص کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے ۔جب ہم غلام ہوا کرتے تھے اس وقت ہمارے سفید چہروں والے آقا اس ملک کے ان لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں کیا کرتے تھے----- جو کہ غلام ہوتے تھے ۔ ان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور حکومت سے یہ نہیں کہتا کہ اس پر رحم کریں ، یہ کہوں گا کہ اس کا حق ہے کہ وہ جیل میں بھی شریف انسانوں کی طرح رہے ، آزاد انسانوں کی طرح رہے ۔ اور یہ ضرور کہوں گا کہ ہم انتقامی کارروائی کے قائل نہیں ہیں اور نہ کبھی انتقامی کارروائی کریں گے لیکن کسی کو ملک میں ایسی مثالیں نہیں بنانی چاہئیں، جو دوسروں کے لئے کنواں کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے ۔ان الفاظ کے ساتھ پُرزور مذمت کرتے ہوئے یہ ضرور کہوں گا کہ افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں ایسا ہو رہا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ، جی ڈاکٹر صاحب آپ اسی پر کچھ کہنا چاہتے ہیں ، بس لمبی بات نہیں کرنی ۔ آپ اسی کی تائید کر دیں جو انہوں نے کہا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جی میں مختصراً عرض کروں گا ۔ جناب والا ! میری یہ حکومت سے استدعا ہے کہ سیاسی قیدی چاہے جس بھی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں ، کم از کم جو ان کا سیاسی قیدیوں کے ساتھ برتاؤ ہونا چاہیئے ، وہ بالکل اچھا اور مہذب ہونا چاہیئے ، اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ ملک کے اندر کتنی زیادہ بے چینی پائی جا رہی ہے ، اس کا حل بھی یہی ہے کہ ہم انتقامی سلسلہ چھوڑیں ، اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ، کسی اسمبلی میں لیڈر آف دی اپوزیشن ہونا بہت بڑی بات ہے ، عام سیاسی کارکن کے ساتھ بھی وہ برتاؤ ہونا چاہیئے جو ایک بہترین شہری ، ایک اچھے انسان اور اپنے وطن کے لوگ ہیں ، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ ہونا چاہیئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس پر سوچنا چاہیئے اور اگر انتقامی کارروائی ہے تو اس کو ختم کریں ،

ایک ایسا ماحول پیدا ہو جس میں اپوزیشن اور گورنمنٹ نزدیک آئیں ، کم از کم قومی معاملات میں ، وہ معاملات جو اس ملک کو درپیش ہیں ، جس سے تمام ملک کے 12 کروڑ عوام متاثر ہو رہے ہیں ، اس کے لئے ضروری ہے کہ اس فضا کو قائم کیا جائے اور جو جیلوں میں عام قیدی سڑ رہے ہیں ، ان بیچاروں کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیئے ، کم از کم قیدیوں کو یہ احساس ہو کہ ہم آزاد ملک کے آزاد شہری ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ پروفیسر صاحب بہت ہی مختصراً عرض کریں ۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ محترم اجمل خٹک صاحب نے ایک بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف اس ایوان کی اور اس کے ذریعے سے حکومت اور پوری قوم کی توجہ مبذول کرائی ہے ، یہ انسانی حقوق کا مسئلہ ہے ، یہ دستور کی پابندی کا مسئلہ ہے ، یہ اسلام کی روایات کا مسئلہ ہے ، اور جو سلوک شہباز شریف صاحب کے ساتھ کیا جارہا ہے اور جو باتیں اخبارات میں آ رہی ہیں ، حقیقت یہ ہے کہ ان کو پڑھ کر ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں ، ایک آزاد ملک، ایک مسلمان ملک کے اندر کسی بھی شہری کے ساتھ ، میں کہتاہوں صرف سیاسی ہی نہیں بلکہ کسی بھی شہری کے ساتھ اس قسم کے رویے کی نہ قانون اجازت دیتا ہے ، نہ اخلاق ، حکومت کو سمجھنا چاہیئے کہ ہم اب ایک جمہوری دور میں ہیں ، آج آپ حکومت میں ہیں ، کل آپ اپوزیشن میں بھی ہوں گے ، ماضی میں آپ اپوزیشن میں تھے ، یہ معاملہ کسی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے ۔ اس لئے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ قانون کی حکمرانی ہو ، ہر ایک کے ساتھ انصاف ہو ، اور جس طرح اس وقت اقتدار کو سیاسی انتقام کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے ، ہم corruption کی ہر شکل کے مخالف ہیں اور جو بھی اس کا ملزم ہو ، خواہ وہ اِس طرف سے ہو یا اُس طرف سے ہو ، اُسے قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے ، لیکن corruption کے نام پر محض چند افراد کو ہدف بنانا اور ان کے ساتھ اس قسم کا غیر اخلاقی نازیبا سلوک کرنا ، میں سمجھتا ہوں اس کی کوئی justification نہیں ہو سکتی ہے ، اور اس معاملے میں حکومت کو فی الفور اپنے رویہ کو تبدیل کرنا چاہیئے ، ہم اس کا مطالبہ کرتے ہیں اور جیسا کہ اجمل خٹک صاحب نے کہا کہ رحم نہیں ، ہم چاہتے ہیں کہ انصاف ہو ، ہم چاہتے ہیں ہر ایک کو اس کا حق ملے ، ہم چاہتے ہیں سب دستور کے پابند ہوں اور یہی وہ چیز ہے جس کا ہم مطالبہ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی جناب مولانا صرف ایک منٹ کے لئے۔

مولانا محمد عبدالستارخان نیازی۔ میں پاکستان کے قیام سے قبل بھی کئی بار جیل میں رہا اور پاکستان کے قیام کے بعد بھی ، جیل کے اپنے قواعد و ضوابط ہیں ، جیل کی جو انتظامیہ ہے وہ بالکل آزاد ہے اور یہ کبھی نہیں ہوا کہ جیل کی انتظامیہ کو باہر سے pressurize کیا جائے اور استعمال کیا جائے ، بلکہ ہمارے زمانے میں یہاں تک بھی تھا کہ جو پہلے MLA ہوتا تھا اب MPA ہے ، MNA, MPA کے لئے A Class بغیر بتائے دی جاتی تھی بجائے اس کے کہ B کلاس دی جائے یا C دی جائے یا پھر اس کے لئے promote کی جائے۔ بلکہ یہاں تک کہ جیل سپرنٹنڈنٹ کئی انتظامی معاملات میں ہم سے مشورہ کیا کرتے تھے ، ایسا ماحول ہوتا تھا کہ سیاسی قیدی باوقار لوگ ہیں اور ملک و ملت کے لئے ان کی قربانیاں قابل قدر ہیں، وہ بھی اس کی قدر کرتے تھے اور وہاں کے جتنے دوسرے قیدی ہوتے تھے وہ بھی ان کی قدر کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اخبار دیر سے آیا، میں نے شکایت کی تو سپرنٹنڈنٹ نے فوراً تحقیق کی کہ کیوں اخبار دیر سے آیا۔ اسی طرح کی معمولی باتوں کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اگرچہ ہم گھر سے کھانا منگواتے تھے مگر ہمیں راشن وہاں ملتا تھا، اس کا انتظام ہم کرتے تھے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بری سے بری حکومت کے دور میں بھی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی سیاسی قیدی کو تنگ کیا جائے، اسے انتقام کا نشانہ بنایا جائے۔ اس لئے ان لوگوں کو آنکھیں کھولنی چاہئیں اور کچھ اخلاقی اقدار کا خیال رکھنا چاہیئے تا کہ کسی قسم کی زیادتی نہ ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، جی جناب حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! ہمارے حزب اقتدار کے ساتھ جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ یہ کیا تو ہم کیوں نہ کریں۔ اس حوالے سے گزارش کروں گا کہ اس دور میں جب اپوزیشن لیڈر بے نظیر بھٹو کے شوہر گرفتار تھے، اس وقت انہوں نے جو آپ کے ساتھ کیا کم از کم آپ اسی انداز میں انسانی حقوق اور فطری حقوق کا آپ بھی خیال رکھیں گے اور انہوں نے جیل میں آصف زرداری کو جس انداز سے رکھا، ان کی ضروریات کا خیال کیا اسی انداز میں شہباز شریف صاحب کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، جی جناب مندوخیل صاحب صاحب، مختصر، وقت بہت کم رہ گیا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں اس سلسلے میں اتنا کہوں گا کہ یہ ایسی بات ہی نہیں ہے کہ اس پر ہم دلائل دیں تمام بنیادی حقوق، سیاسی حقوق، جمہوری حقوق میں یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ اس میں بھی ہم پارلیمنٹ کے اندر بات کریں، یہ بڑی افسوسناک بات ہے، اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس پر یہاں بات ہی نہیں ہونی چاہیئے، گورنمنٹ ذمہ دار ہے، اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اور تمام حقوق اور سہولتیں دینی چاہیئں۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جی، جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر: جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے جناب اجمل خٹک اور دوسرے ساتھیوں نے شہباز شریف کے ساتھ طرز عمل کا جو حوالہ دیا ہے اور حکومت کو اس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے، اس کی تائید کرتے ہوئے میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ بات آپ بعد میں کرلیں، ابھی تو اس مسئلے کو پہلے نپٹالیں۔

جناب بشیر احمد خان ترین: میں اس سارے موضوع پر بات کرنے کی بجائے، اپنے دوستوں کی تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر صاحب۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں۔ اس سے پہلے کہ human rights کے مسئلے پر جو باتیں کی گئی ہیں میں ان کو respond کروں، میں for the sake of record دو باتیں صرف عرض کرنا چاہتا تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قاعدہ 38 کے تحت in the first hour of any sitting, unless, otherwise provided for, پارلیمنٹ کی روایت کے مطابق Question Hour میں point of orders raise نہیں ہوتے۔ دوسری بات جو میں کرنا چاہ رہا تھا کہ شہباز شریف صاحب پنجاب اسمبلی کے لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں، اگر ان کا استحقاق کسی بھی طرح مجروح ہوا ہے تو پنجاب اسمبلی میں اس کو agitate کیا جا سکتا ہے اور سینٹ یا پارلیمنٹ کا فورم اس مسئلے کو اس طرح agitate کرنے کے لئے نہیں rules کے تحت اس کی کوئی provision نہیں ہے۔

جہاں تک human rights and facilities کا سوال ہے تو یہاں پر میں صرف اتنا

عرض کرنا چاہوں گا کہ شہباز شریف صاحب کو وہ تمام سہولتیں جو jail manual کے تحت ایک under trial prisoner کو allowed ہیں ان کو حاصل ہیں اور میں یہ بات یہاں پر گورنمنٹ کی طرف سے کہنا لازم سمجھتا ہوں کہ اس بات کی تحقیقات کر لیتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی بات جو jail manual میں allowed یا under the rules allowed ہے اور کسی بھی وجہ سے ان کو اس وقت نہیں مل رہی تو

We will ensure that he is provided with those facilities which are permissible under the Jail manual. Here sir, I would like to say that with reference to his ill health and lack of medical facilities, I had stated on the floor of the National Assembly, if I recall it was the last day when MNA Berjees Tahir had raised a similar question and I had made enquiries from the Jail Superintendent and the Home Secretary, Government of the Punjab, wherein we had been informed that, that was the first day Mr. Shahbaz Sharif had complained of some problems with his eyes and that complaint as provided under the Jail Manual was recorded with the Jail Doctor and the Jail Doctor felt that a specialist was required and on that very day the specialist was allowed to visit Mr. Shahbaz Sharif in the hospital and was allowed to check his eyes and to prescribe medicines. So we will ensure that medical facilities as provided for under the Jail Manual are provided to him and there is no question of victimization, the example of Mr. Tahir Rashid, MNA is there. He was required to go abroad...

Mr. Chairman: After how much time?

Mian Raza Rabbani: Sir, there are procedural delays which take place that is why it got delayed but the intent of the Government was not to hamper or to create hurdle in the way of his going abroad otherwise he would not have gone.

جناب چیئرمین۔ ایک مسئلہ جو بار بار آتا ہے وہ یہ ہے کہ

Some of our Senators have complained that they are not given the facilityto visit people in jail and hurdles are created. I wonder if the jail rules or any thing....

Mian Raza Rabbani: Sir, this question was also raised on the floor of the National Assembly that MNAs, MPAs or elected representatives as per right should be allowed to visit the people in jail. This matter was then deferred and myself and Mr.Iftikhar Gillani were asked by the Speaker to go into it and we went into it. The actual position is that the Jail Manual does not provide for any particular privilege to any elected member as such. The only persons allowed under the Jail Manual are the next of kin who can visit the under trial prisoner once a week and a convicted prisoner, I think, it is every day or something like that. As far as elected representatives are concerned the procedure to be adopted is that they have to get in touch with the concerned Home Secretary. The concerned Home Secretary, in normal circumstances issues the permission and then the concerned MNA or MPA can visit the prisoner in jail.

جناب چیئرمین۔ جیل میں اگر ایسی right نہیں ہے تو

what you could do is assist them and give them all facilities. Zarif Khan Mandokhel sahib, for example, ...

Mian Raza Rabbani: Sir, we have done that.

Mr. Chairman: Senator Zarif Khan Mandokhel Sahib came to me and he said that he had requested on several occasions. He wanted to visit somebody in jail. He told me that inspite of the fact that he had made requests on several occassions there was no reponse.

Mian Raza Rabbani: Sir, whom did he make the requests?

Mr.Chairman: Home Secretary, Punjab.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, the MNAs came to me, they were Mian Waheed, Barjis Tahir and couple of others and then I rang up to the Home Secretary and then he rang up the Jail Superintendent and they were allowed.

جناب چیئرمین۔ آپ سے بہت ڈرتے ہیں۔ آپ ڈراتے بہت ہیں ہلتا ہی کوئی نہیں آپ کے بغیر۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, MNAs have been allowed. Ch.Shujat is a Senator, he asked for it and he has been allowed.

جناب چیئرمین۔ آپ بہت ڈراتے ہیں جرنل صاحب ذرا کم ڈرایا کریں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I will just finish in two minutes...

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میں صرف آپ کی بات کو clear کرنا چاہتا ہوں۔ 26Senators نے Interior Minister کو لکھ کر دیا ہے کہ وہ جیل visit کرنا چاہتے ہیں اور وہاں جو ہمارے قیدی ہیں ان کی صورت حال کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں عرض کروں جناب چیئرمین Supreme Court کے Full bench کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر کوئی بات mentioned نہیں ہے تو prohibition نہیں ہے۔ It is not prohibited کیا بات کر رہے ہیں Law Minister صاحب۔

Mr.Chairman: He is not saying prohibition.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ ان 26 Senators کی sign کی ہوئی درخواست کا کوئی جواب نہیں ہے۔

Mr.Chairman: No. No. He has not siad that it is prohibited. He said that there is no right.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ پھر اور کیا ہے؟

جناب چیئرمین۔ اس کے لئے میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ اگر right نہیں بھی ہے لیکن اگر ایک elected representative جانا چاہے تو اس کو پوری assistance دیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب 26 Senators نے لکھ کر دیا ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I was just saying that since they were talking about the Jail Manual and you had raised this here and it has been raised in the National Assembly. So the position is that as per the Jail Manual it is not there but the other procedure is available that anyone whowants to visit the prisoner...

جناب چیئرمین۔ ان کو most favoured status دیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, the other point that I wanted to clear is that it was felt that he is a political prisoner, he is not a political prisonerhe is under definite criminal charges, that is one position which I wanted to clear. The other position is that I would not go into what happened during their tenure of Government but I would just say that this Government is the first Government which had the moral courage to respond the human rights violation and respond to that effectively. It wasthe first Government which has the moral courage to set up a cell under the Ministry of Law and Justice or Human Rights. It was the first Government which has the moral courage to create a separate Ministry for human rights. It is the first Government which has again moral courage to create atribunal for the disadvantages which is pertaining to human rights and other legislation is also on board with reference to human rights.

Mr.Chairman: So, I am sure it will be appreciated to give them the most favourite status which means اگر آپ یہ تکلیف بھی دور کردیں کہ یہ apply کریں تو بغیر جنرل صاحب کے ڈر کہ وہ کہیں کہ ٹھیک ہے۔

Mian Raza Rabbani: There has to be a reasonableness in theirdemands.

Mr.Chairman: What you could do is

کہ اچھا بھئی ہم چار چار کو اجازت دیتے ہیں You know ایسا کر کے۔ ways can be found. جی

جناب پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد ۔بڑے ادب کے ساتھ جہاں تک most favoured nation کے status کا تعلق ہے وہ صرف ہندوستان کے لئے ہے۔ وہ ہم لوگوں کے لئے نہیں ہے ۔باقی رہا یہ مسئلہ ۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جیل manual ذرا بتا سکیں گے کہ کب بنا تھا اور ان آزادی کے ۴۸ سالوں میں آپ نے اس میں کیا تبدیلی کی ہے۔

جناب چیئرمین ۔ بہرحال اس پر کسی مناسب وقت پر بات کریں گے۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ تو اس لئے اب آزادی کے تقدس کو پورا ہونا چاہئیے۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: The Jail Manual is out dated the last one is in 1932 and that is why we are carrying out ...

جناب چیئرمین۔اس کمیٹی میں سینٹ کے، نیشنل اسمبلی کے، اپوزیشن کے، گورنمنٹ کے I think it is_____

میجر جنرل(ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر ۔آپ نام مجھے بھجوا دیں میں ڈال دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے جی --جی اب میرا خیال ہے کہ وقفہ سوالا ت کا ٹائم نکل رہا ہے اس کے بعد باقی باتیں question hour کے بعد --پہلے question hour کر لیں، دیکھیں ناں ساڑھے دس ہو گئے ہیں پھر وہ بات لمبی ہو جائے گی اس لئے وقفہ سوالات کے بعدکریں گے۔

سید اشتیاق اظہر ۔جناب چیئرمین ! ایک سوال کی میں نے آپ سے اجازت لی ہے تھوڑی سی بات مجھے کہنا تھی وہ یہ ہے کہ دو مہینے سے جو میرا ٹیلی فون کا بل ہے اس کی جو تفصیلات ہیں--- کل ہمارے آدمی ان کے پاس گئے تھے انہوں نے کہا مجبوراً ہم لے جاتے ہیں۔

اس پر میرا اعتراض نہیں کہ میرا ٹیلی فون ٹیپ ہوتا ہے لیکن جب میرا بل آتا ہے۔ اس پر ٹیلیفون نمبروں کی تفصیل ہوتی ہے جو ڈیجیٹل ٹیلی فون ہے اس کی تفصیل کم از کم اگر یہ آدمی غلط لے جاتے ہیں تو وہ ----

جناب چیئرمین - آپ سے لے جاتے ہیں۔

سید اشتیاق اظہر - نہیں میرے پاس آنے سے پہلے ہی لے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین - آپ کو بل آتا ہی نہیں ہے۔

سید اشتیاق اظہر - آتا ہی نہیں ہے تب سے میں نے درخواست دی ہے کہ فوٹو کاپی لے جایا کریں اور اصل مجھے بھجوا دیا کریں

جناب چیئرمین - یہ صحیح ہے۔ یہ تو مناسب بات ہے - جی جناب راجہ صاحب۔ اچھا جی مولانا صاحب۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی - میں آپ کی توجہ کے لئے اور تمام ہاؤس کی توجہ کے لئے عرض کرتا ہوں نہایت اہم مسئلہ ہے کہ بالعموم ساڑھے دس بجے سینٹ کی کارروائی ٹی وی پر آتی ہے اور ریڈیو پر بھی آتی ہے ۔رات انہوں نے کہا کہ یہ 11.30 پر آئے گی اور ہم انتظار کرتے رہے بارہ بجنے میں کوئی پانچ منٹ باقی تھے کہ بالعموم میں بارہ بجے سے پہلے میں سو جاتا ہوں اور پھر سویرے اٹھ جاتا ہوں، کارروائی نہیں آئی، ڈرامہ ہوتا رہا، گانے ہوتے رہے اور وہاں کارروائی کو ملتوی کیا گیا۔ یہ افسوسناک ہے، میں متوجہ کروں گا وزیر متعلقہ کو کہ جو وقت دیتے ہیں اسی وقت پر ہونا چاہئیے ڈراموں کی اہمیت ہماری کارروائی سے زیادہ نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین - شکریہ جی --جناب راجہ صاحب ۔

راجہ محمد ظفرالحق، جناب چیئرمین! رضا ربانی صاحب نے اور وزیر داخلہ صاحب نے کہا ہے کہ وہ رولز کو review کر رہے ہیں اور کمیٹی بنا رہے ہیں ۔ لیکن میرا تجربہ یہ ہے کہ یہ صرف رولز کی بات نہیں ہوتی اس پر عملدرآمد کے لئے جو ماحول ہوتا ہے وہ حکومت کےرویہ سے منسلک ہوتا ہے ۔ میرا اپنا ذاتی تجربہ یہ ہےکہ جب 1977 میں، میں خود جیل میں تھا تو جب یہ مذاکرات کی خبر آتی تھی تو جیل کے عملے کا رویہ اور ہوتا تھا اور جب وہ مذاکرات ٹوٹ جاتے تھے

تو ان کا رویہ اور ہوتا تھا ۔ آج بھی جو MNAs,Senators اور MPAs اندر ہیں ان کو جو تکلیف ہے وہ یہ نہیں ہے کہ رولز میں کیا لکھا ہے کیا نہیں لکھا ہے ۔ رولز میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی بیمار ہو جائے تو اس کا علاج کروایا جائے ۔ لیکن حکومت کا رویہ ایسا ہے کہ جیل کے عملے کی طرح وہ بھی پریشان ہوجاتے ہیں اگر کوئی آدمی visit کرنے کے لئے کسی under trail کو دیکھنے کے لئے جائے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئی معمول کی سہولت بھی دے دی کسی سے ملاقات بھی کروا دی تو شاید ان کی ٹرانسفر ہو جائے گی وہ معطل ہو جائیں گے اور چونکہ جو جیل سپرنٹنڈنٹ بنتا ہے پتہ نہیں 35,36 سال کی سروس کے بعد بنتا ہے تو یہ گزشتہ دنوں میں ہی بہاولپور جیل کے سپرنٹینڈنٹ کو اور راولپنڈی جیل کے سپرنٹنڈنٹ کو اچانک اسی لئے بدل دیا گیا کہ ان کے بارے میں شاید یہ خیال تھا کہ وہ جیل مینویل کے مطابق ان کو یہ کوئی سہولت دے رہے ہیں یا کوئی ایسی کارروائی کر رہے ہیں جو اس طریقے سے ان کو نہیں کرنی چاہئیے۔ ایک قیدی بیمار ہوتا ہے اور اس کے لئے اگر ڈاکٹر بلانا ہوتا ہے جیسے شیخ رشید کے معاملے میں کیا گیا جب وہ یہاں تھا تب بھی جب وہ بہاولپور جیل میں تھا تب بھی ۔ تو اس وقت اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ کوئی اچھا قابل تعریف نہیں ہے ۔ وہ کوئی اچھی History نہیں بن رہی۔

یہاں سے کچھ خواتین کو گرفتار کیا گیا ان کو transfer کیا گیا ۔ رات کو سردیوں کے دنوں میں کھلے ٹرک میں by read خواتین کو یہاں سے ملتان transfer کیا گیا اور اگر یہ کہا جائے کہ ہم نے وزارت بنا دی ہے We have the moral courage of creating a new Ministry for Human Rights کیا فائدہ اس کا ۔ کون اس پر عملدرآمد کرائے گا۔ کیا سیکرٹری وزارت حقوق انسانی کو یہ جرات حاصل ہے کہ وہ کسی وزیر کو کسی گورنر کو کسی چیف منسٹر کو یہ کہہ سکے کہ تم غلط کر رہے ہو۔ وہ کیا کرے گا یہ تو اس پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک ایسی کارروائی ہے اور جو ملتا ن جیل میں یہاں سے خواتین گئی تھیں ان میں ایک خاتون ایسی بھی تھی جس نے ہماری وزیراعظم صاحبہ کے ساتھ بیجنگ میں خواتین کی کانفرنس میں شرکت کی تھی جس میں خواتین کے حقوق کے لئے وہاں ایک declaration ہوا ۔ اور وہاں پر جا کر انہوں نے اپوزیشن کی تھی وہ اپوزیشن سے تھی حکومت کی نہیں تھی ۔ اس لئے اس کو جیل میں ڈالا گیا ۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ جو کہنا ہے کہ ملتان سے جو ایم این اے شیخ طاہر رشید کو ہم نے علاج کے لئے بھیجا ہے ۔اور آپ نے بجا سوال کیا تھا کہ کتنے عرصے کے بعد ۔ میں کہتا ہوں

اس کے خلاف ثابت نہیں ہوا اور یہ کوئی معمول کی بات ہوتی ہے کہ اگر کوئی Murder case دو فریق کے درمیان لڑائی ہو تو سربراہ کو پہلے لکھوا لیا جاتا ہے تاکہ ان کی protection کا یا ان کی کوئی قانونی کارروائی کا بھی وہ بندوبست نہ کر سکے۔ May be Zulfiqar Ali Bhutto اسی معاملے میں آیا ہوا ہو۔ اور پھر عدالت عالیہ نے اس کے بارے میں فیصلہ دیا ہو۔ اور پھر اس کی اپیل سپریم کورٹ میں گئی ہو اور وہ بھی reject ہوئی ہو۔ اور پھر وہ divided فیصلہ آیا ہو اور جب اس نے review کے لئے درخواست دی ہو تو سارے 9 کے 9 Judges نے اس کے خلاف فیصلہ دے دیا ہو۔اس لئے اس معاملے کو نہ چھیڑیں۔

میں یہ کہتا ہوں کہ آپ خود عدالتیں بنا رہے ہیں آپ خود چیف جسٹس مقرر کر رہے ہیں اور پھر اس چیف جسٹس کے خلاف آپ کی پارٹی کا آدمی اس کے تقرر کے خلاف رٹ کرتا ہے اور وہ admit ہوتی ہے۔ یعنی یہ تو ایک ایسا تماشہ ہے جس کے بارے میں اگر سالوں لگ جائیں تو آدمی بحث کرتا رہے تو شاید کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ اس لئے یہ اپنا کوئی کریڈٹ نہ بنائیں اپنی تاریخ اچھی بنانے کی کوشش کریں لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں جسے انسانیت کے حوالے سے بہتر سمجھا جائے۔ لہذا یہ جو آج قیدی ہیں کل باہر ہوں گے لیکن جو آپ ریکارڈ بنا رہے ہیں وہ کوئی اچھا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی منسٹر صاحب ، اب اس کے بعد اور کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ وقت نکل رہا ہے۔ وقفہ سوالات کے بعد پھر کوئی چیز لیں گے کیونکہ آدھا گھنٹہ پہلے ہی نکل گیا ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب والا ! میں صرف دو باتیں جو factually incorrect ہیں ان کا ہی جواب دوں گا پہلی بات یہ ہے کہ جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا کہ بہاولپور کے جیل سپرنٹنڈنٹ اور اڈیالہ جیل سپرنٹنڈنٹ اس بات پر تبدیل کر دیئے گئے کہ انہوں نے پاکستان مسلم لیگ (نواز گروپ) کے ممبرز کو سہولتیں پہنچائیں ، یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں بھی raise ہوا تھا ، میں نے اسی وقت Home Secretary, Punjab سے رجوع کیا اور انہوں نے مجھے جتایا کہ جیل کے دوسرے قیدیوں سے کافی شکایات موصول ہوئی تھیں جنہوں نے جیل کے اندر مختلف illegal practices کے بارے میں نشاندہی کی تھی اور اس بنیاد پر ان دونوں کو وہاں سے تبدیل

کیا گیا - اس کا اس چیز سے قطعی کوئی تعلق نہیں تھا کہ انہوں نے کسی کو بھی according to the jail manual سہولتیں فراہم کی ہوں۔

دوسری بات جو ابھی راجہ صاحب نے چیف جسٹس آف پاکستان کے بارے میں فرمائی اور کہا کہ ان کی پارٹی کے ایک آدمی نے ان کے خلاف writ کی ہے میں floor of the House پر اس بات کو categorically deny کرتا ہوں کہ حکومت یا ruling party یا ruling party کا کوئی alliance کسی بھی ایسی کارروائی کے اندر ملوث ہے۔ یہ totally disinformation or totally and factually incorrect statement ہے. which is totally denied and refuted -

جناب چیئرمین۔ اب Question Hour کر لیں پھر بعد میں باقی باتیں کریں گے۔

حافظ حسین احمد۔ جناب بعض لوگ معمولی معمولی مسائل پر دو دو گھنٹے بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ میں آپ کو روک نہیں رہا۔ آپ وقفہ سوالات کے بعد بات کر لیں۔

حافظ حسین احمد - جب تک آپ وقفہ سوالات چلائیں ہم باہر بیٹھیں گے۔ جناب والا' اس وقت بلوچستان کا مسئلہ ہے - دالبندین میں تین دن سے ہڑتال ہے - تمام سیاسی پارٹیوں نے پیپلز پارٹی سمیت ایک عوامی ایکشن کمیٹی بنائی ہے - وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے پچھلے سال اس فلور پر کہا تھا کہ ہم نے دال بندین کے لئے دو جنریٹر پہنچا دیئے ہیں ' وہ جنریٹر آج تک نہیں پہنچے ہیں ' پرسوں بھی مجھے فون آیا تھا کل وہاں پر تمام لوگوں نے ہڑتال کی ہے اور آج دال بندین شہر میں جلسہ بھی ہو رہا ہے اور صرف انہوں نے ایف سی کے کرنل اور یونٹ کے سپاہیوں کو بجلی فراہم کی تھی ' کل عصر کے وقت عوام گئے ہیں اور انہوں نے ان کے بجلی کے کنکشن کاٹ دیئے ہیں - یہ اس وقت ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور بلوچستان میں اس کے اثرات پڑیں گے - یہاں پر دو گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہے وہاں پر پورے چاغی اور دال بندین میں بجلی ہی نہیں ہے۔ وزیر داخلہ بیٹھے ہیں اس ہاؤس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے دال بندین میں دو جنریٹر پہنچا دیئے ہیں لیکن پچھلے سال سے اب تک وہ نہیں پہنچے ہیں - یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اس پر وہ اگر کچھ فرما دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ اس مسئلے پر تو وزیر پانی و بجلی ہی بات کریں گے -

حافظ حسین احمد۔ وزیر داخلہ صاحب اس پر بات کر سکتے ہیں -

Maj. Gen. (Retd.)Naseerullah Khan Babar: Sir, I will check up before the House ends and I will give the information.

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: O.K. Question No. 9. Saifullah Parachi Sahib.

9. ***Mr. Saifullah Khan Paracha:** Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state;

(a) Wether it is a fact that the employees in grade 1-15 having less than 10 years service in P.A.E.C. are not entitled to hiring facility, if so, its reasons; and

(b) Whether it is also a fact that the employees in grade 16 and above in this department have the entitlement irrespective of the service length, if so, the steps taken to remove this disparity?

Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat: (a) At present hiring facility to employees BPS-1 to 15/equivalent is being allowed after 9 years service.

(b) No. Employees in BPS-16/equivalent and above are allowed housing facility after having completed probation period.

جناب سیف اللہ خان پراچہ۔ جناب والا، جو سوال پوچھا گیا تھا اس کا جواب نہیں
ملا یہ پوچھا گیا تھا کہ Whether it is a fact that the employees in grade 1 to 15 having
less than 10 years service in PAEC are not entitled to hiring facility, if so, its
reasons. Reasons are missing جواب میں کہا ہے کہ after 9 years service یہ disparity
کیوں ہے۔ اسی طرح اگلے سوال میں بھی لکھا ہے if so, steps taken to remove this
disparity اس کا بھی جواب نہیں ہے۔ یہ جواب نامکمل ہے۔ It should be repeated.

جناب چیئرمین۔ Hiring facility کا مطلب ہے مکان کی hiring facility۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ - جی ہاں - یہ سوال اور ہے، جواب اور ہے -----

مخدوم شاہ محمود قریشی۔ جناب چیئرمین! اس میں جو سوال کا جواب پراچہ صاحب مانگ رہے ہیں supplementary کے through اس کا simple جواب یہ ہے کہ budgetary constraints کی وجہ سے یہ disparity ہے اور دوسرا جو آپ فرما رہے ہیں کہ یہ disparity کیسے remove ہو گی تو وہ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے جیسے یہ budgetary constraints remove ہو رہے ہیں اس disparity میں کمی واقع ہو رہی ہے مثلاً 1986 میں جو کہ entitlement period تھا وہ 12 سال کا تھا 1989 میں وہ کم کر کے 11 سال ہو گیا اور 1991 میں وہ 9 سال ہو گیا اور بتدریج اس کو کم کیا جا رہا ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Any other question. Next Question No. 10 Shujat Hussain Sahib.

10. * **Chaudhry Shujat Hussain(on his behalf):** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state the amount of pension a former Prime Minister shall receive for the rest of his/her life, and the names of the former Prime Ministers who shall get this benefit?

Minister Incharge of the Cabinet Division: Any person who has held the office of the Prime Minister of Pakistan in accordance with Article 91 of the Constitution is presently entitled to a monthly pension of Rs.10,000. Mr. Muhammad Nawaz Sharif is entitled to the monthly pension.

جناب چیئرمین۔ ضمنی سوال بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! اس سوال میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ سابقہ وزیر اعظم کی پنشن کیا ہو گی جواب دیا گیا ہے کہ ان کو 10ہزار روپیہ ماہوار باقاعدہ پنشن ملے گی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا معین قریشی صاحب کو بھی 10 ہزار روپے ماہوار پنشن دیں گے۔

مخدوم شاہ محمود قریشی۔ جناب چیئرمین ! چونکہ نیا Prime Minister's Pension Ordinance آیا ہے اس کے تحت ان Prime Ministers کو یہ سہولت دستیاب ہو گی جو Article 91 کے تحت elected ہوں گے اور جن کی Office میں مدت دو سال سے زیادہ ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ نہیں دو سال والی ہے قید اس میں ہے؟

مخدوم شاہ محمود قریشی۔ جی ہے دو سال کی ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے ۔ اور کوئی سوال ۔ جی شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل۔ اس سلسلے میں ایک سوال ہے کہ کیا وہ بحیثیت ممبر اور Leader of the Opposition بھی اپنی مراعات اور تنخواہ وصول کرنے کے حقدار ہوں گے؟

Mr. Chairman: Is one former Prime Minster who is getting pension, is he also entitled to the facilities as a Leader of the Opposition? I think yes.

مخدوم شاہ محمود قریشی۔ جی ہاں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ کیونکہ اگر former Prime Minister دوبارہ Prime Minsiter بن جائے fand he gets salary as Prime Minsiter, will he also get his pension as former Prime Minsiter?

Makhdoom Shah Mehmood Qureshi: No, Sir.

Mr. Chairman: No you check it, may be yes.

Makhdoom Shah Mehmood Qureshi: I will look into it.

on the face of it جو Ordinance میں ہے کہ مثلاً ایک Prime Minister رہے ہیں اور اب وہ Prime Minsiter نہیں ہیں ex-Prime Minsiter ہو جاتے ہیں اور کسی اور گورنمنٹ کے لئے کوئی کام کر رہے ہیں کسی Commission میں ہیں اور جس سے وہ Government exchequer سے remuneration draw کر رہے ہیں تو پھر بھی پنشن کے وہ entitle نہیں ہوں گے ۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال چیک کر لیں کیونکہ جہاں پر نہ دینی ہو تو لکھا ہوتا ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ وزیر رہنے والے لوگ موجود ہیں تو اس لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ اس بات کو ذرا سوچ سمجھ کے چیک کرا کے پھر اس کا جواب دیجئے گا۔

جناب چیئرمین۔ ہاں چیک کر لیں کیونکہ جہاں نہ دینی ہو تو لکھ دیا جاتا ہے کہ وہ نہیں ملے گی تو let us check it up, I think that will be more appropriate۔

مخدوم شاہ محمود قریشی۔ ٹھیک ہے جناب اسے دیکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اگلا سوال نمبر 11۔

11. *Chaudhry Shujat Hussain(on his behalf): Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the total number of prize bonds of the value of Rs.25,000 issued till December 1, 1995?

Makhdoom Shahb-ud-Din: The total number of Prize Bonds of the value of Rs.25,000 issued till December 1, 1995 were 102452 pieces.

پروفیسر خورشید احمد۔ ضمنی سوال جناب۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ PrizeBonds اور خصوصیت سے جو 25 ہزار کے Prize Bonds اس وقت issue ہوئے ہیں کیا حکومت نے اسبات پر غور کیا ہے کہ اس کے ذریعے سے آپ نے ملک میں دراصل لاٹری اور قمار بازی کا ادارہ introduce کر دیا ہے اس کی Islamic validity, اس کی economic validity اور خصوصیت سے اس کے نتیجے میں جو inequalities of wealth رونما ہوں گی' آپ کروڑ پتی پیدا کریں گے ان لوگوں سے روپیہ وصول کر کے جو 25 ہزار دے رہے ہیں اس کے economy کے اوپر' اخلاق کے اوپر بڑے devastating اثرات ہوں گے کیا حکومت نے ان سارے پہلوؤں کا اندازہ کیا ہے اور کیا وہ ہاؤس میں اس کی justification کو explain کریں گے کہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب مخدوم صاحب۔

مخدوم شاہ محمود قریشی۔ جناب جہاں تک اس کو consider کرنے کا تعلق ہے اور پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے اور ان کو ماشاء اللہ دسترس ہے اسلامی legal system پر تو ہم

جناب اس کو consider کریں گے لیکن حکومت کا جو view ہے وہ ذرا کچھ وسیع تر ہے ہم اس کو قمار بازی میں ' we don't take it as Qimar Bazi - اس میں جتنے لوگ participate کرتے ہیں وہ سارے کروڑ پتی لوگ نہیں ہوتے متوسط طبقہ کے بھی لوگ ہوتے ہیں اس سے

even lower category also they buy these prize bonds and I think it facilitates and augments their income, Sir. So, I don't think we should look at it from that particualr angle

اگر پروفیسر صاحب فرماتے ہیں تو اس کو consider کر لیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد - میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے خوشی ہے کہ مخدوم صاحب نے اس معاملے میں بڑے open انداز میں جواب دیا ہے اور میری یا ان کی رائے اس میں اصل چیز نہیں اصل چیز یہ ہے کہ شریعت کے احکام کیا ہیں اور آپ کے پاس جو دستوری ادارہ موجود ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ ان کو refer کریں اور ان سے اس معاملے میں رائے لیں کہ آیا یہ شریعت کے مطابق ہے یا نہیں کہ آیا یہ شریعت سے متصادم ہے کہ نہیں۔ دوسری بات جو میں نے کہی ہے وہ معاشی اعتبار سے بڑی اہم ہے ' وہ یہ ہے کہ 25 ہزار روپے دینے والے ایک لاکھ سے زیادہ افراد ہیں لیکن آپ اس کے ذریعے سے جو prize آپ نے اس کے اوپر رکھا ہے آپ اس کے ذریعے سے کروڑ پتی پیدا کر رہے ہیں اور اس طرح ملک میں دولت کی غیر مساوی تقسیم جو کہ پہلے ہی زیادہ ہے اور خصوصاً" پچھلے 5 سالوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے ' آپ اس طرح ملک میں دولت کو متوسط طبقے سے امراء کی طرف منتقل کر رہے ہیں یا امیر بنا رہے ہیں اور یہ انصاف کے خلاف ہے اور آپ کے دستور نے جس equitable economic system کی بات کی ہے اس کے خلاف ہے - اس لئے ان سارے پہلوؤں کے اوپر غور کیجئے اور خدا کے لئے قوم کو اس طرح لاٹری اور جوئے کا عادی نہ بنائیے ان کے اندر محنت کے ذریعے سے کام کرنے کی صلاحیت پیدا کیجئے اور وہی قومیں اٹھتی ہیں جو value added اور محنت اور productivity کی بنا پر آگے بڑھتی ہیں۔ اس طرح جو امیر بنتے ہیں اور پیسہ کماتے ہیں وہ قوم کے لئے parasites ہوتے ہیں اور اس کے لئے دولت پیدا کرنے والے نہیں ہوتے۔ اس راستے کو چھوڑیئے اور وہ راستہ اختیار کیجئے جو حقیقتاً" ترقی کا راستہ ہے -

جناب چیئرمین۔ ان سب کو consider کر لیں۔

مخدوم شہاب الدین۔ ٹھیک ہے جناب! consider کر لیں گے۔

Mr. Chairman: Next is No. 12, Fazal Agha Sahib.

12 . ***Syed Muhammad Fazal Agha(on his behalf):** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:-

(a) the present sanctioned and working strength in the National Savings Centre, G-7/2, Islamabad; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to increase the strength in the Centre, if so, when?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) The sanctioned strength of the National Savings Centre, G-7/2, Islamabad is 10 officials while 6 are working.

(b) The proposal for augmenting the strength for providing better services to the valued customers have been under consideration of the CDNS/Government from time to time which could not be implemented ***inter alia due*** to budgetary constraints. The Staff position will be strengthened in due course of time.

Mr. Anwar Bhindar: No supplementary.

Mr. Chairman: Question No. 13, Fazal Agha Sahib.

13 . ***Syed Muhammad Fazal Agha(on his behalf):** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be plesed to state:

(a) whether there is any difference in the pay and other emoluments of the employees of National Saving Centres and Banks; if so, thedetails thereof;and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government for bringing the salaries of both these institutions, at par?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) The employees of banks are enjoying defferent pay scales, fringe benefits and other facilities as compared to the employees in the National Savings Organisations. The employees of the NationalSavings Organisations civil servants and their pay and allowances are subject to the same pay and allowances as admissible to all other Federal Government employees, whereas employees of banks enjoy pay and allowances admissible to Financial Institutions.

(b) No proposal to bring pay and other emoluments of the employees of National Savings Organisation at par with those of banks is presently under consideration of the Government.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! اس میں پوچھا یہ گیا تھا کہ کیا employees of the bank are enjoing different pay scales, fringe benefits and other facilities as compared to the employees in the National Saving Organization. National Savings Organization

کے ملازمین کو civil servants treat کر کے ان کو civil servant کی مراعات دی گئی ہیں لیکن مخدوم صاحب نے یہ فرمایا کہ بنکوں کی facilities ان کو نہیں دی گئیں۔ کیا ان کے کام کی نوعیت ایک جیسی نہیں ہے اور پھر آپ ان کو یہ مراعات کیوں نہیں دے رہے۔

Makhdoom Shahabuddin: Sir, there is word of difference between the functions performed by those who functioned in the National Saving Centres and the banks. Sir, the banks are a commercial institution. There is just one commonality between the two Sir, that is handing of cash and that is all and National Saving Centres they just moblize savings and that is all, otherwise if you

want me I can go into the detail and also lay before this august House the difference between the functions of a bank and National Savings Centres. So, that will take a long time.

جناب چیئرمین۔نہیں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو پھر کہیں گے۔Any other question?

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ کیا یہ درست ہے جناب والا! کہ بنکوں کی facilities وہ civil servant کی facilities سے زیادہ ہیں؟

مخدوم شہاب الدین۔ جی بالکل زیادہ ہیں۔ جناب! کام کی نوعیت ایسی ہے کہ وہ زیادہ ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد۔ اگر یہ بات وزیر صاحب کی صحیح ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔ لیکن دوسری طرف یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ بنکوں کو جو incentives دیئے گئے تھے وہ اس لئے دیئے گئے تھے کہ اس کے نتیجے کے طور پر وہ زیادہ effective mobilization of saving کر سکیں وہی کام انہیں بھی کرنا ہوتا ہے اور جب civil servant attitude ہو تو پھر فی الحقیقت یہ صحیح mobilization نہیں کر پاتے ہیں تو کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ وزیر صاحب Standing Committee on Finance کے سامنے اس معاملے کے بارے میں زیادہ detailed briefing بھی دے دیں اور وہاں اس کو discuss بھی کر لیا جائے۔

مخدوم شہاب الدین۔ جناب! جہاں تک سٹینڈنگ کمیٹی کا تعلق ہے اس کو ہم پہلے خود فنانس ڈویژن میں evaluate کر لیتے ہیں اور پھر I can discuss it with Professor Khurshid Ahmed.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب! میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جو سرٹیفیکیٹ سیونگز کا محکمہ جاری کرتا ہے اس پر سب سے زیادہ منافع بنکوں کے مقابلہ میں وہ offer کرتے ہیں۔ تو پھر یہ بات کہاں تک جائز ہے کہ آپ ان کو وہ benefits نہ دیں جو بنکوں کے employees کو دے رہے ہیں؟

مخدوم شہاب الدین۔ جناب اس کا تعلق منافع سے نہیں ہے۔ اس کا تعلق کارکردگی سے ہے the nature of the job اور the Saving Institutions they are not

commercial institutions لہذا فرق ہے۔

Mr. Chairman: Next Question No. 14, Prof. Khurshid Ahmed Sahib.

14. *Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister for Finance, revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Government has decided to deduct 7 per cent from gratuity of those employees proceeding on retirement, if so, its reasons and the date on which this decision will take effect?

Makhdoom Shahab-ud-Din: No. Government has not decided to deduct 7 per cent from gratuity of those employees proceeding on retirement and no such proposal is under consideration of the Government.

پروفیسر خورشید احمد۔ اگر انہوں نے یہ 7% پنشن پر نہیں لگایا تو پھر میرا کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے۔

Mr. Chairman: No supplementary question. Q. No. 15, Prof. Khurshid Ahmed Sahib.

15. *Prof. Khurshid Ahmad: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state the total amount spent on the working of the Commission on Islamization of Economy and the Commission on Islamization of Education separately, since their establishment under the Shariat Act, 1991?

Makhdoom Shahab-ud-Din: In pursuance of Enforcement of Shariah Act 1991, the Commission for Islamization of Economy was appointed on 4-7-1991. Since then, the amount of Rs.7.333 million has been spent uptill19-2-12-95, on the working of the Commission. The details of expenditure is given as under:-

Year	Amount allocated	Amount spent
1991-92	4.800	1.802
1992-93	3.521	1.365

1993-94	3.071	1.748
1994-95	3.275	1.613
	2.126	-----
1995-96	3.305	0.805
Total:	20.098	7.333

The above expenditure does not include the pay and allowances of those officers /staff who are paid from the Budget of main Finance Division.

پروفیسر خورشید احمد - یہاں جناب! میں جاننا چاہوں گا کہ خرچہ Commission on Islamic Economics پر دکھلایا ہے تو جناب! وہ کام کیا کر رہا ہے؟ ہمارے سامنے اس کا کوئی کام اب تک نہیں آیا ہے۔ اب تقریباہ سال ہو گئے ہیں اور آپ ۲۷ لاکھ خرچ کر چکے ہیں، اس میں یہ چیز میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ۱۹۹۴-۹۵ میں آپ نے پہلے ۲۲ لاکھ رکھا جس میں ۱۶ لاکھ خرچ ہوا ہے پھر آپ نے مزید ۱۲ لاکھ رکھا آخر اس کی وجہ کیا ہے اور جو actual خرچہ ہوا ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے کیا ہم یہ جانتے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ اس ۵ سال میں کمیشن نے کیا کام کر کے دیا ہے۔

مخدوم شہاب الدین: جناب اس کی تفصیل فرمائیں گے تو I will just bring a whole performance sheet of this Commission, Sir. اس کے لئے تو

I will have to bring the entire performance sheet. However, sir, as far as, my permission is concerned, they are certainly rendering very valuable service, sir. They are considering a taxation system, the PLS Accounts, concerned about the functioning of the banks also, everything is being considered, sir. So, they are doing a job, sir.

پروفیسر خورشید احمد: اگر اس کی پوری تفصیل آپ ایوان کو دے سکیں تو یہ ہمارے لئے بہت اچھا ہو گا۔

Makhdoom Shahabuddin: O.K., Sir, I will bring it.

جناب چیئرمین: جی جناب راجہ صاحب supplementary question۔

راجہ محمد ظفر الحق: کیا وزیر خزانہ اس سے اتفاق کریں کہ جو کمیشن time bound ہوتے ہیں ان کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے اور جو permanent شکل اختیار کر جاتے ہیں وہ slack ہوجاتے ہیں۔ یہی حالت کچھ اس کی نظر آتی ہے اسی لئے پروفیسر صاحب پوچھ رہے ہیں کہ کوئی چیز سامنے نہیں آئی۔

مخدوم شہاب الدین: جناب میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ نوعیت جو ہے Islamization of Economy, sir, by itself is a stupendous job. It is not a holiday undertaking. ایک دن میں دو دن میں یہ کرلیں گے یا سال میں چھ مہینے میں۔ جناب میری تجویز یہی ہے، ناقص رائے یہی ہے کہ ان پر کوئی stipulated time period نہ ہو۔ That is sort of hanging of sword on themselves. Let them consider things, let them reflect on things in philosophic manner also.

Mr. Chairman: Next question is No.16.

16. *Prof. Khurshid Ahmed: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the number of meetings of the Commission on Islamization of Economy established under the Shariat Act 1991, held so far and number of reports submitted to the Government by the Commission; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to lay these reports on the table of the House, if so, when?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) 23 meetings of the Commission for Islamization of Economy have so far been held w.e.f. 4-7-1991. The Commission presented its first report on Banks and Financial Institutions to the Government in July 1992. At present the Commission is working on its other assignments.

(b) The first report of the Commission for Islamization Economy regarding

Banks and Financial Institutions is under evaluation by the Government. As soon as the evaluation is completed, the report will be laid on the table of the House.

پروفیسر خورشید احمد: سوال نمبر 16۔ یہ بھی میرے خیال میں اسی سے متعلق ہے۔ اس میں ذرا بہت specific بات کروں گا۔ جناب وزیر خزانہ صاحب سے میں یہ پوچھوں گا کہ جو ایکٹ ہے جس کے تحت یہ کمیشن بنا ہے، اس ایکٹ میں کمیشن کے جو functions لکھے گئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(i) To recommend measures and steps including suitable alternatives by the economic system enunciated by Islam could be established.

(ii) To recommend the ways and means and strategy for such changes in the economic system of Pakistan, so as to appeal the social and economic well-being of the people as envisaged by Article 38 of the Constitution.

(iii) To undertake the examination of any fiscal law or any law relating to the levy and collection of taxes and fees on banking or insurance law or practice and procedure to determine whether or not theseare repugnant to the *Shariah* and to make recommendations to bring such laws, practice and procedure, in conformity with the S*hariah.*

(iv) To monitor progress in respect of the Islamization of economy, identifying lapses and bottlenecks, if any, and suggest alternatives to remove any difficulty. The Commission shall oversee the process of elimination with *Riba* from the sphere of economic activity in the shortest possible time and also recommend such measures to the Government as would ensure the total elimination of *Riba* from the economy.

The Commission shall submit its report on a regular basis and as suitable interval to the Federal Government which shall place the same before both the Houses of Majlis-e-Shoora (Parliament) and shall also respond to any queries sent

to it by the Federal Government in respect of establishment of the Islamic economy policy.

میں سوال کر رہا ہوں کہ اس پانچ سال میں اس ایوان میں کوئی ایک رپورٹ بھی نہیں آئی۔ نمبر (2)
آپ کے جواب میں ہے کہ ایک interim report آپ نے وصول کی ہے اور اس کی تاریخ جو آپ نے دی
ہے وہ ہے جولائی 1992۔ لیکن جولائی 1992، سے اب دسمبر 1995، آپ فرماتے ہیں کہ

It is under evaluation by the Government, as soon as, the evaluation is completed, the report will be laid on the table of the House.

میرا سوال یہ ہے کہ سب سے پہلی بات تو ہے کہ قانون یہ کہتا ہے کہ it shall be laid before the House immediately when it is received. The Government will report to the House later on. آپ نے reverse کردیا اس آرڈر کو کہ رپورٹ آپ نے receive کرلی، ہاؤس میں آکر lay نہیں کی اور آپ ساڑھے تین سال سے اس پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ اس کے اوپر کوئی comments آپ نے دئے ہیں ، نہ اپنے comments کے ساتھ آپ نے ایوانوں میں اس کو بھیجا ہے۔ تو ایسا کیوں ہے آخر؟

جناب چیئرمین۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

مخدوم شہاب الدین۔ جناب چیئرمین! اس سلسلے میں عرض کروں کہ

In the report submitted by the Commission there are certain contradictions. We do not want that the matter should be, when it is brought into this august House, that should be checked up. Unnecessary difference of opinionis expressed also. What is important is Islamization. Let there be unanimitylet there be no division. Let there be no circumstances where seeds of discord are sown in our polity. They have already divided people. Let us not be further divided. So, we are looking into it sir. We are removing those sharp edges and " *Insha Allah* " we will bring that report before this August House.

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین! میں مخدوم صاحب کے وعظ سے بڑا متاثر ہوا

ہوں۔ میں طنزیہ نہیں کہہ رہا ہوں اگر فی الحقیقت ان کا جذبہ یہی ہے تو انہیں یہ جاننا چاہیئے کہ اسلام وہ مذہب ہے جس میں اختلاف رائے اور شریعت کے frame-work کے اندر ایک سے زیادہ امکانات کو تسلیم کیا ہے اور ہماری اس پوری فکر کی ساڑھے چودہ سو سال کی جو تاریخ ہے وہ ایک ایسی rich history ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت اور حدود کی پاسداری کرتے ہوئے زندگی کے مسائل کے بارے میں بے شمار تنوع ہیں اختلافات بھی ہیں اور وہ اختلافات تفرقے کے لئے نہیں بلکہ آزادی فکر اور نئے مسائل کو حل کرنے کے لئے ہیں اسلام نے کہیں یہ نہیں کہا کہ آج کی معیشت میں جناب آپ معاملات کو حل کریں تو اس میں اختلافات نہیں ہوں گے اختلافات بھی ہوں گے debates بھی ہوں گی اور اسی بحث کے تجربات سے ہم صحیح راستہ نکالیں گے۔ جو نصوص ہیں محکمات ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس رپورٹ میں بھی محکمات کی حد تک کوئی contradiction کوئی تضاد نہیں۔ لیکن ایک سے زیادہ آراء ہو سکتی ہیں وہ صرف مسائل کو حل کرنے کے لئے ہیں یہ ہاؤس ہے اس لئے کہ وہ آراء یہاں آئیں ان پر debate ہو اور ان میں سے عوام کے نمائندے prefer کریں کہ شریعت کی حدود کے اندر کون سی چیز قابل ترجیح ہے۔ کونسا تجربہ کرنا چاہیئے۔ کونسا نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اس وعظ کو نظر انداز کرتے ہوئے میں تو آپ سے قانون کی بات کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قانون بالکل صاف کہتا ہے قانون کہ The Commission shall submit its report on reular basis and at suitable intervals to the Federal Government which shall place the same before the House یہ نہیں ہے کہ ہم اس کو revise کروا دیں گے۔ ہمیں کیا پتہ کہ اس میں سے کیا نکلوانا چاہتے ہیں کیا رکھنا چاہتے ہیں۔ which shall place the same before both the Houses of Majlis-e-Shoora اب اس کے بعد shall also respond to any query اگر کوئی queries ہیں ان کو respond کیجیئے لائیے لیکن جہاں تک رپورٹ کا تعلق ہے آپ قانون کے تحت پابند ہیں کہ جیسے وہ آپ کو ملی ہے آپ اس میں دخل اندازی نہ کریں اسے دونوں Houses کے سامنے لائیں ہاؤس اس پر بحث کرے۔ آپ بھی اس پر view point پیش کریں اور پالیسی یہاں بنے نہ کہ بند کمرے میں بنائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے تو دراصل اس کو دفن کر دیا۔ اس کے اوپر غور وخوص نہیں ہو رہا ہے اور ساڑھے تین سال سے آپ اس پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر ساڑھے تین

سال میں کوئی مزید رپورٹ نہیں آئی۔ کیوں نہیں آئی؟ اگر آپ لاکھوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو کمیشن کو رپورٹ دینی چاہئیے اگر کمیشن کام صحیح نہیں کر رہاہے تو اس کو بدل دیجئیے۔ اس کا اختیار حکومت کو حاصل ہے لیکن اس کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ قانون جو مطالبہ کر رہاہے کہ رپورٹ کو آتے ہی shall place before the House آپ بیچ میں حائل ہو جائیں اور اسے ہاؤس کے سامنے نہ رکھیں۔ آپ نے سراسر قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ آپ نے اس ہاؤس کے privilege کو مجروح کیا ہے۔ میرے خیال میں حکومت کو اس معاملے میں فوری طور پر اصلاح کرنی چاہئیے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب منسٹر صاحب۔

مخدوم شہاب الدین ۔ سر میں اس سلسلےمیں جہاں تک lay of the report ہے میں پروفیسر صاحب سے رابطہ کر لوں گا ۔And I promise he will not feel disappointed

Mr. Chairman: O.K. Next question.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ یہ رابطے کی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں جی بات ہو گئی ہے سوال کا جواب آ گیا ہے باقی بعد میں سہی۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ میرا supplementary question ہے جناب میرا سوال یہ ہے کہ یہ جولائی 1992 کی رپورٹ ہےمنسٹر صاحب ہاؤس کے فلور پر commit کریں کہ ایک مہینے میں دو مہینے چھ مہینے میں کب یہ رپورٹ lay down کی جائے گی۔ کب کریں گے lay down یا پانچ سال کے بعد یا دس سال کے بعد جو چاہیں کہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب۔

مخدوم شہاب الدین۔ جناب اسی لئے تو میں نے عرض کیا ہے کہ میں پروفیسر صاحب سے رابطہ کروں گا۔

since he has pointed out Sir, it is a legal requirement and I was not aware of that.

Mr. Chairman: I think it is very gracious on your part and very bold on your part to say that, I appreciate that.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: We welcome it, Sir.

Makhdoom Shahabuddin: I will ensure Sir, this will be placed before this august House.

Mr. Chairman: O.K.

جناب مندو خیل صاحب ! آپ کا کیا سوال ہے ؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا ! اس کمیشن کا میں ممبر ہوں۔ ہم نے یہ رپورٹ ۱۹۹۲ء میں judge کی ہے۔

جناب چیئرمین : آپ ممبر ہیں ؟ پھر تو رپورٹ ٹھیک ہی آئی ہوگی گھبرانے کی کیا بات ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب ! متفقہ رپورٹ میں اختلاف رائے ہے اور ابھی Finance Division جو ہے انہوں نے باقاعدہ تمام اراکین پارلیمنٹ کو نہیں دی ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں جب آئے گی اس پر بحث کرلیں گے۔ سوال کیا ہے آپ کا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: میری عرض یہ ہے کہ اصل میں رپورٹ بالکل تیار ہے۔ ۱۹۹۲ میں دی گئی ہے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ پارلیمنٹ کو دے۔ کیونکہ اپنے طور پر فنانس ڈیپارٹمنٹ دبا کے بیٹھا ہوا ہے۔ اور چونکہ اسلام کی basic principles پر وہ عمل کرنا نہیں چاہتے اسلئے وہ جو رپورٹ ہے۔ تجاویز ہیں وہ انہیں ناپسند ہیں۔ یہ ہے اس میں basic بات۔

جناب چیئرمین :۔ بہر حال انہوں نے کہا ہے کہ اب ہاؤس میں لائیں گے۔ پھر لائیں گے تو آپ اس پر بحث کرلیں۔ بات تو یہ ہے کہ یہ ایک قانونی obligation ہے تو I am sure the Minister will place it before the House.

مخدوم شہاب الدین :۔ میں اس سلسلے میں عرض کردوں جناب ! یہ بات نہیں ہے کہ ہم Islamization پر عمل نہیں کرنا چاہتے۔ میں مندوخیل صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ we are very sincere on that جناب یہ سوال یہ ہے کہ اس پر ۱۹۹۲ء میں عمل ہونا چاہئیے تھا۔ پچھلی حکومت نے بھی نہیں کیا، اس نے بھی نہیں کیا، اب

Obviously there should be some problems, you know. I will look into it very seriously.

Mr.Chairman:- O.K. Next question No. 17, Ahsan Shah Sahib.

17. *Syed Ehsan Shah: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to provide space for parking to the occupants of Block 99, Cat. V, G-10/3, Islamabad, if so, when it would be implemented?

Minister Incharge of the Cabinet Division: No.

(No supplementary)

Mr. Chairman: No. 18, Ahsan Shah Sahib.

18. *Syed Ehsan Shah: Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state the names of the officers of CDA dealing with the complaints of encroachments in Sector G-10/3, Islamabad and number of complaints redressed by them during the last and current year?

Minister Incharge of the Cabinet Division: Mr. Khizar Hayat, Deputy Director (Muncipal Admn.), and Mr. Muhammad Razzaq Kayani, Assistant Director (Enforcement and Encroachments). 50 complaints were redressed.

(No supplementary)

Mr. Chairman: No.19, Fazal Agha Sahib.

19. *Syed Muhammad Fazal Agha: Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that AGPR, Karachi, has been paying the salaries to persons posted as Director Shipping and Director Ports, National shipping Corporation of Pakistan, for the last more than

one year, without their posting notifications; if so, its reasons; and action taken against the officials responsible for such irregularities?

Makhdoom Shahab-ud-Din: No.

(No supplementary)

Mr. Chairman: No.20, Sartaj Aziz Sahib.

20. ***Mr. Sartaj Aziz(on his behalf):** Will the Minister for Finance, Revenue and Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that in the 3rd week of May, 1995, the FPSC had agreed to recruit 170 officers of Grade 17 and above in the Sales Tax Wing of the CBR within 4 months by adopting speedy procedures; and

(b) whether it is also a fact that the Government ignored this offer and without even sending a requisition to FPSC, has advertised these posts for direct recruitment, in clear violation of the FPSC Act, 1978, if so, its reasons?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (a) No. The only offer from FPSC vide their letter dated 28-6-1995 was for recruitment of Sales Tax Officers of BPS-17. There is no such post in the Sales Tax Department.

(b) Since no such offer was made by the FPSC, there can be no question of ignoring the offer.

The advertisement by the CBR in newspapers, during July, 1995 was for 31 posts in BPS-17 and above and 89 posts in BPS-16.

(No supplementary)

Mr. Chairman: No.22.

۲۱ کہاں گیا۔

22. * **Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder:** Will the Minister for

Finance, Revenue and Ecoomic Affairs be pleased to state the number of the Advertisement given to each daily news paper showing the performance of the present Government and the previous Government of Mian Muhammad Nawaz Sharif and the amount paid to each Newspaper for each advertisement alongwith the date of advertisement from May to October, 1995?

Makhdoom Shahab-ud-Din: (i) Details of total advertisement given to each daily newspaper and the amount claimed are given in Annex-A.

(ii) An amount of Rs.4,634,178.12 has been paid on advertisement upto August, 1995 against the total amount of Rs.4,944,351.48 (Annex-B).

(iii) According to record of concerned advertising agency/PID no bill on this account beyond August, 1995 is outstanding (Annex-C).

STATEMENT SHOWING THE DETAILS
OF ADVERTISEMENTS RELEASED BY FINANCE DIVISION DURING
JUNE TO AUGUST, 1995 AND THE NUMBER OF THE ADVERTISEMENTS
GIVEN TO EACH DAILY NEWSPAPER AND THE AMOUNT CLAIMED FOR EACH
NEWSPAPER ALONGWITH THE DATE OF ADVERTISEMENT FROM JUNE TO AUGUST, 1995.

Newspaper	Dates	No. of Advt.	Amount (Rs.)
1	2	3	4
Jang-Rwp/Lhr/Khi	15, 18, 20, 22, 25, 27, 29-6-1995 19, 21, 23, 26, 28 30-6-1995	13	497,722.32
Nawa-e-Waqt, Multan	19, 21, 24, 28, 30, 15, 18, 22, 23, 29-6-95	11	136,787.40
Pakistan Combined	15, 18, 22, 27, 29, 19, 21, 24, 28, 30-6-95	10	241,542.00
News Rwp/Lhr.	15, 18, 20, 22, 24, 25, 29, 19, 21, 23, 27, 30-6-95	12	204,150.24
Pak Times Combined	15, 20, 22, 24, 26, 27, 29, 30-6-95	08	105,183.36
Nation Combined	15, 18, 21, 23, 25, 27, 28, 19, 20, 22, 26, 30-6-95	12	145,032.12
Frontier Post Pesh.	15, 18, 20, 23, 25, 27 29-6-95	07	121,020.48
Mashriq, Pesh/Quetta	19, 21, 22, 24, 26, 30-6-95	06	150,400.80
Musawat Lhr.	15, 19, 21, 23, 25, 27, 30-6-95 18, 20, 22, 24, 26, 28-6-95	13	294,680.16
Bakhtawar, Hyd.	15, 18, 19, 20, 21, 22, 23, 24, 25, 26, 27, 28, 29, 30-6-95	14	216,000.00
Baluchistan Express Quetta.	15, 19, 21, 23, 25, 27, 29, 30-6-95	08	101,399.04
Ibrat Hyd.	15, 19, 21, 23, 25, 27, 29-6-95	07	140,086.80
Amn, Karachi.	15, 19, 20, 22, 26, 28, 30-6-95	07	78,624.00
Muslim, Ibd.	18, 20, 22, 23, 25, 27, 29, 30-6-95	08	105,960.96
Jaago, Karachi.	15, 18, 20, 23, 25, 26, 27, 28, 29, 30-6-95	10	110,800.00

Newspaper	Dates	No. of Advt.	Amount (Rs.)
1	2	3	4
Intikhab, Hub.	15, 18, 19, 21, 22, 23, 25, 27, 29, 30-6-95	10	126,748.80
Business Recorder, Karachi.	15, 18, 19, 20, 21, 22, 24, 26, 29, 30-6-95	10	184,852.80
Kaleem, Sukkur	18-6-95	01	9,331.20
Jang, Rwp/Lhr/Khi.	16, 17, 18, 21, 19, 20-7-95	06	239,105.00
Nawa-e-Waqt, Multan.	16, 18, 20, 17, 19, 21-7-95	06	73,655.00
Pakistan Combined	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	151,826.00
News Rwp/Lhr/Khi.	16, 17, 19, 21, 18, 20-7-95	06	130,585.00
Pakistan Times, Ibd.	17, 18, 19, 20, 21-7-95	05	65,740.00
Nation Combined	16, 17, 18, 20, 21-7-95	05	60,711.00
Frontier Post, Pesh.	17, 18, 19, 20, 16, 21-7-95	06	103,732.00
Muslim, Islamabad.	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	79,471.00
Mashriq Pesh/Quetta	16, 17, 19, 20, 21, 16, 17, 18, 20, 21-7-95	10	157,022.00
Bakhtawar, Hyd.	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	95,040.00
Baluchistan Express, Quetta.	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	76,049.00
Ibrat, Hyd.	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	120,075.00
Amn, Karachi.	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	67,392.00
Jaago, Karachi.	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	66,485.00
Intikhab, Hyd.	16, 17, 19, 20, 21-7-95	05	71,388.00
Business Recorder, Karachi.	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	110,912.00
Aaj, Peshawar.	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	61,236.00
Barsat, Karachi	16, 17, 18, 19, 20, 21-7-95	06	99,857.00
Musawat, Lahore.	16, 17, 18, 21-7-95	04	104,544.00
Musawat, Lahore.	19, 20-7-95	02	39,204.00
		Total Rs.	4,944,351.48

STATEMENT OF PAYMENT MADE TO EACH NEWSPAPER

S.NO.	NAME OF THE NEWSPAPERS	AMOUN PAID (RS)
1.	Daily Jang, Rwp/Lhr/Khi	685,621.18
2.	News, Rwp/Lhr	289,692.00
3.	Pak. Time Combined	241,799.04
4.	Nation Combined	156,100.18
5.	Musawat, Lhr	325,805.04
6.	Bakhtawar, Hyd	300,649.32
7.	Aman, Khi	101,088.00
8.	Muslim, Ibd	172,182.56
9.	Jaago, Khi	110,808.00
10.	Business Recorder, Khi	212,580.72
11.	Ibrat, Hyd	220,174.02
12.	Intekhab, Hub	171,331.02
13.	Balochistan Exp.	152,098.56
14.	Kaleem, Sakhar	9,331.20
15.	Nawa-e-Waqt, Multan	210,440.16
16.	Mashriq, Pesh/Quetta	310,714.28
17.	Frontier Post, Pesh	198,819.36
18.	Aaj, Peshawar	193,914.00
19.	Bersat, Karachi	199,713.60
20.	Pakistan Combined	298,825.20
21.	Nation, Lahore	35,920.80
22.	Pakistan, Ibd/Lhr	20,703.60
23.	Nation, Ibd	15,866.28
	Total:	4,634,178.12

Mr. Chairman: Supplementary.

جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, the Question Hour is over.

Mr. Chairman: I think let us take up it for 10-15 minutes more.

Mian Raza Rabbani: Right.

چوہدری محمد انور بھنڈر:۔ جناب والا ! میں نے Question No.22 پوچھا ہے۔ میں نے یہ دریافت کیا تھا کہ مئی ۱۹۹۵ء سے لیکر اکتوبر ۱۹۹۵ء تک حکومت نے اپنی کارکردگی بمقابلہ سابقہ حکومت ظاہر کرنے کے لئے کتنی رقم خرچ کی ہے۔ advertisements کے ذریعے۔ اور جناب کے نوٹس میں بھی اور تمام اراکین کے نوٹس میں یہ ہو گا کہ یہ الگ الگ تصویریں دے کر Prime Minister Benazir Bhutto کی تصویر دے کر اور میاں محمد نواز شریف کی تصویر دے کر اپنی کارکردگی کو display کیا تھا۔اس میں آدھا کروڑ روپیہ کا تو جناب انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ اس پر ۴،۶۳۴،۱۷۸ روپے کی payment ہو چکی ہے اور total claim جو تھا وہ ۴،۹۴۴،۳۵۱ روپے تھا ۔ جناب والا ! یہ صرف اپنی اس کارکردگی کو ظاہر کرنے کے لئے خرچ کیا گیا ہے۔ اور یہ خرچ Finance Department and Finance Division کی ایماء پر ہوا ہے میں جناب مخدوم صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سے مالی معاملات اس میں involve تھے کہ یہ آپ نے initiate کیا ہے ۔ اور آپ نے اس کی تحریک کی ہے اور آپ نے اس کی payment کی ہے ۔ کسی اور ڈیپارٹمنٹ نے نہیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب مخدوم صاحب۔

مخدوم شہاب الدین ۔ جناب والا ! political analysis ہوتے رہتے ہیں ours is the political system اور comparative study ہوتی رہتی ہے that is how you project your case. اس میں یہ ہوا تھا کہ ہم نے comparative study کی کہ پچھلے دور میں کیاہوا اور اس دور میں کیا ہوا ہم نے حقائق بیان کئے ' figures quote کئے ۔ and those figures could not be contradicted میں سمجھتا ہوں truly it is a very healthy political process۔

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب میرے سوال کا جواب نہیں آیا کہ Information Ministry کو چھوڑ کے Finance Ministry کو کیا ضرورت تھی اس بات کی کہ اپنے دائرہ کار سے ہٹ کے Information Department کا کام انہوں نے اپنے ذمے لے لیا۔

مخدوم شہاب الدین - جناب' اس میں economic figures involve تھے کہ پہلے کیا تھا اب کیا تھا inflation اب کیا ہے۔ ' domestic borrowing پچھلے دفعہ کتنی ہوئی تھی اب کتنی ہوئی ہے اور exports میں کتنی increase ہوئی ہے' پچھلے دفعہ کتنی تھی۔ growth rate پچھلی دفعہ کتنی تھی اب growth rate کیا ہے یہ چیزیں تھیں۔

جناب چیئرمین - O.K. جی---- مندوخیل صاحب-- مندوخیل صاحب سوال پوچھ لیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب والا' میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Information Department کے jurisdiction میں آپ کی financial and economic figures نہیں ہیں

جناب چیئرمین- جی جناب وزیر صاحب۔

مخدوم شہاب الدین- کیا پوچھا ہے جناب۔

جناب چیئرمین- وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کیا جو Information Department ہے اس کی jurisdiction نہیں ہے کہ وہ financial figures کے بارے میں بھی تشہیر کرے۔

مخدوم شہاب الدین- جناب والا! گزارش یہ ہے کہ

we are the best source for the informaton

Mr. Chairman: And for money.

جی اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر - جناب والا! انہوں نے اس میں بتایا ہے کہ اس میں ایک اخبار ہے' بختاور' حیدرآباد اس کو (جنگ) راولپنڈی(نوائے وقت) راولپنڈی اور مختلف اخبارات کے مقابلے میں 14 اشتہارات زیادہ دیئے گئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

مخدوم شہاب الدین۔ گزارش یہ ہے جناب کہ regional languages کے جو اخبارات ہیں they go deep in to the inner most circle of society اگر ایک حکومت اپنے آپ کو project کرنا چاہتی ہے، اپنی کارکردگی کا اظہار کرنا چاہتی ہے اور ظاہر ہے ان عوامی سطحوں پر اس کی آراء کو پہنچنا چاہئیے کی یہ وجہ ہے----

سید اشتیاق اظہر۔ جنگ سے زیادہ اشتہار دیئے گئے ہیں----

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ اب time کم رہ گیا ہے جی let us proceed to the next question وقت ختم ہو رہا ہے۔ پھر آپ کے questions باقی رہ جائیں گے۔

سید اشتیاق اظہر۔ اسی issue میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ "بختاور" کو تین لاکھ روپے کے اشتہار دیئے گئے جو بہت سے اخبارات کے مقابلے میں زیادہ تھے۔ "بختاور" کے ساتھ یہ treatment خصوصی طور پر اس لیے کیا گیا کہ محترمہ کی صاحبزادی کا نام ۔بختاور ہے۔

جناب چیئرمین۔ بیٹی کا نام ۔بختاور ہے----

مخدوم شہاب الدین۔ بیٹی کا نام ہے جی--- جناب، گزارش یہ ہے ---

جناب چیئرمین۔ جی جناب آفتاب صاحب--

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب میرا سوال یہ ہے کہ یہ period particularly بڑا important ہے یہ اگست 1995ء کو cover کرتا ہے اور یہ سوالات جو پوچھے گئے ہیں اشتہارات کے سلسلے میں ہیں، میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ان اشتہارات کو دے کر عوام کو اپنی جو بھی کارکردگی بتا رہی ہے کیا یہ تیاری mid-term انتخابات کی ہے۔

مخدوم شہاب الدین۔ جی نہیں جناب، بالکل نہیں۔ جناب ان کی حسرت ہے میرے مہربانوں کی کہ mid-termelection ہوں۔ جناب mid-term الیکشن جو ہیں it is being routed to the mandate given by the electorate, mid-term نہیں ہو سکتے ۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ O.K.--- (مداخلت) -- حئی صاحب، بہت سوال ہو گئے ہیں جی اب حئی صاحب کا آخری سوال ہے then we go to the next question---

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب، میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا کہ جیسے سندھ میں جو جریدے ہیں یا اخبارات ہیں سندھی زبان میں نکل رہے ہیں وہ کہتے ہیں ان سے عوام تک بات جاتی ہے تو بلوچستان میں بھی بلوچی، پشتو اور دوسری زبانوں میں اخبارات نکل رہے ہیں ان کو بھی یہ اس طرح کے اشتہارات دیں گے کہ ان کی بھی حوصلہ افزائی ہو جائے وہاں کے عوام تک بات جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب فرمائیے۔

مخدوم شہاب الدین۔جی ہاں جناب بلوچی، پشتو اور سرائیکی والوں کو، سب کو ملیں گے۔

جناب چیئرمین۔ سب کو دیں گے۔ next question جی 24--- جی راجہ صاحب کا آخری supplementary ہے۔

راجہ محمد ظفرالحق۔ کیا وزیر خزانہ یہ بتائیں گے کہ mid-term election کے سوال پر ان کے رونگٹے کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مخدوم شہاب الدین۔ جناب والا! رونگٹے نہیں کھڑے ہو جاتے، گزارش یہ ہے جناب رونگٹے ان کے کھڑے ہو جاتے تھے when we were in the opposition جب ہم کہتے تھے کہ mid-term کراؤ، ابھی کراؤ ان کے رونگٹے----

جناب چیئرمین۔ تو اگر آپ پہلے کہتے تھے تو اب کیوں انکار کرتے ہیں---

مخدوم شہاب الدین۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے---

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: It was Mr. Nawaz Sharif who himself abdicated his authority and asked the President to hold fresh elections.

Mr. Chairman: No. No. But it was from your party that the Government of national reconciliation and mid-term election was demanded.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Baber: Mr. Chairman, sir,

but the point is that it was the condition obtained at that point of time and he denied.

جناب چیئرمین- وہ علیحدہ بات ہے --- But the demand was there.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: No, he accepted the situation as such.

Mr. Chairman: Yes, Raza Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir, this Question Hour today has become a mess. The demand was there sir, for two or three basic reasons:-

(1) The 1990 elections were generally and internationally and internally perceived as rigged elections.

(2) There was a tussle going on between the President and the Prime Minister.

(3) There was a civil war situation in terms of the situation prevailing in the Punjab. And I think the Army was called in Sindh. So, there is no comparison between the two situations.

راجہ محمد ظفر الحق- میں صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کے الیکشن کے بارے میں یہ کہا گیا کہ وہ rigged تھے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جو الیکشن ہوئے ہیں' یہ engineered تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس وقت' دو تین آدمیوں کا الیکشن کروانے کا مطالبہ تھا تو آج یہ مطالبہ 13 کروڑ عوام کر رہے ہیں کہ یہ حکومت ہماری جان چھوڑے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین- سوال نمبر 24' چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب۔

24. *Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for

Commerce be pleased to state:

(a) the number of Officers allocated the Commerce and Trade Group out of the 1985 batch of the Central Superior Services alongwith their names:

(b) whether it is a fact that they were appointed in the Export Promotion Bureau and are still working in Grade-17; and

(c) whether it is also a fact that there has been no meeting of the departmental promotion committee for consideration of their promotions for the last 10 years, if so, the reasons thereof?

Ch. Ahmed Mukhtar: (a) The following 14 (fourteen) probationers were allocated Commerce and Trade Group:-

(1) Mr. Faheem-ud-Din

(2) Mr. Tahir Ikram

(3) Mr. Azhar Iqbal

(4) Mr. Yousaf Junaid

(5) Mr. Faiz Rasul

(6) Mr. Wasim Ahmad Cheema

(7) Mr. Shahzad Hussain Rana

(8) Mr. Atiqur Rehman

(9) Mr. Abu Bakar

(10) Mr. Muhammad Usman

(11) Mr. Zahir Shah

(12) Mr. Anis Alam Saeed

(13) Mr. Khalid Hidayat Khan

(14) Mr. Raees Khan

(b) They were allocated to different attached departments of the Ministry of Commerce i.e. Export Promotion Bureau, o/o the then Controller of Imports and Exports and cotton Board. however, they are still in BS-17.

(c) No. The last DPC meeting was held in 1990 and 9 (nine) BS-17 Officers were promoted to BS-18. Since there was no vacancy, the D.P.C. meeting could not be held during last 5 years. However a DPC has now been held on 10-10-1995. The recommendations based thereon are being finalised.

جناب چیئرمین۔ ضمنی سوال۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان غریب ملازمین کی ترقی کے بارے میں پانچ سال تک کیوں DPC منعقد نہیں ہوئی ؟ اب جواب میں انہوں نے کہا کہ اکتوبر میں یہ DPC ہوئی ہے اور یہ معاملہ under consideration ہے ۔ ایک تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پانچ سال تک کیوں منعقد نہیں ہوئی؟ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اکتوبر میں DPC کی میٹنگ میں جو فیصلے کئے تھے ' ان پر آج تک عمل کیوں نہیں ہوا؟

جناب چیئرمین۔ جناب احمد مختار صاحب ۔

جناب احمد مختار ۔ DPC کی ایک میٹنگ 1990 میں ہوئی اور اب یہ میٹنگ 1995 میں ہوئی ہے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ Nobody was accepting کہ Commerce & Trade Group کو بھی recognition دی جائے ۔ We started working on this in 1994 and finally یہ DPC10 اکتوبر کو ہو گئی ۔ Now the people are being posted in various places ان کو ان کا due share مل گیا ہے We have also managed to create posts of Commerce & Trade Group پہلے یہ posts exist نہیں کرتی تھیں اور ان کی promotions ad hoc basis پر ہوتی تھیں ۔ اب ہم نے گورنمنٹ سے 231 posts create کروا لی ہیں ۔ اب انشاء اللہ regularly ان کی promotions بھی دوسرے گورنمنٹ ملازمین کی طرح ہوا کریں گی۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا ! ان ملازمین کی appointments کے بارے میں کب تک orders جاری ہو جائیں گے ؟

جناب احمد مختار۔ جناب والا! new appointments کی بات تو نہیں ہو رہی ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں بھی promotions کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ ان کی promotions کب تک ہو جائیں گی۔

Ch. Ahmed Mukhtar: Sir, in the first week of January, Insha- Allah all those people will be promoted

20 اکتوبر سے گریڈ 19 اور اس سے اوپر کے گریڈ کے ملازمین کی promotions ہو گئی ہیں اور 17 and 18 کے ملازمین کی promotions کر رہے ہیں۔ یہ بھی انشاء اللہ جلدی ہی ہو جائیں گی۔

Mr. Chairman: It means that we leave it to Allah. Question No.25. Ehsan Shah Sahib.

25. *Syed Ehsan Shah: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) the names of the Trade Ministers having green cards posted in USA during the last two years;

(b) whether it is a fact that the Government of USA objected the posting of such persons, if so, its details; and

(c) whether these persons are still holding such posts in U.S.A. or otherwise?

Ch. Ahmad Mukhtar: (a) Ministry of Commerce has no official information about any Trade Minister having a green card.

(b) No.

(c) This is not relevant.

Mr. Chairman: Any Supplementary question? No. supplementary.

No. 26. Subedar Khan Mandokhel.

26. ***Subedar Khan Mandokhel:** Will the Minister for Commerce be pleased to state the names; educational qualifications; experience; date of birth; place of domicile and date of posting of the Commercial Attaches working in Pakistani Missions abroad?

Ch. Ahmad Mukhtar: The requisite information is annexed.

PARTICULARS OF TRADE OFFICERS POSTED ABROAD

Sr. No.	Name and Designation	Station	Educational Qualification	Experience in BPS-17 & above	Date of birth	Domicile	Date of Posting
MINISTERS (BPS-20)							
1.	*Mr. Shuja Shah, Economic Minister	Brussels	M.A. (Economics) M.P.A.	25 years	11-08-1948	Sindh (R)	14-6-90
2.	Ch. Muhammad Ilyas, Economic Minister	Brussels	M.Sc. (Stretegic Studies) M.P.B.A. (USA) M.A. (English)	28 years	1-11-1944	Punjab	6-12-95
3.	Mr. Kamran Aslam Khan, Minister (Trade)	Washington	M.B.A. M.P.A.	23 years	19-08-1948	Punjab	8-12-93
CONSUL GENERALS (BPS-19)							
1.	Mr. Tariq Iqbal Puri, Consul General	Hong Kong	M.B.A.	18 years	2-10-1950	Punjab	10-7-95
2.	Mr. Iftikhar Ahmad Khan,	Sydney	M.A.	23years	28-1-1946	NWFP	22-9-92
3.	Mr. Rahat-ul-Ain	Istanbul	M.A. (English)	21 years	18-1-1951	Punjab	21-10-95
4.	Mr. Hassan Wasim Afzal	Montreal	M.A. M.Sc. (Management)	17 years	27-4-1953	Punjab	17-10-92

* Ch. M. Ilyas has since reported for duty at Brussels on 6-12-1995 and Mr. Shuja Shah has been given over lap of one month. He will be relinquishing the charge on 5-1-1996.

COMMERCIAL COUNSELLORS (BPS-19)

1.	Mr. Javaid Aslam	New York	M.A. (English) M.Sc. (Admn, Science & Dev. Problems)	20 years	11-11-1955	Punjab	7-7-95
2.	Miss Rafia Nazir	Beijing	M.A. (English) M.A. (Economics)	19 years	4-10-1952	Punjab	17-8-95
3.	Mr. Moosa Raza Effendi	Singapore	M.A.	22 years	22-6-1952	NWFP	18-7-95
4.	Mr. Muhammad Shahzad Arbab	Bonn	L.L.B.	14 years	7-3-1957	NWFP	7-7-95
5.	Mr. M. Raza Baqir	Copenhagen	M.A. L.L.B.	14 years	20-6-1956	Punjab	18-7-95
6.	Mr. Shaukat Nawaz Tahir	Tokyo	M.B.A. M.A. (Pol. Science)	21 years	3-2-1950	Punjab	7-7-95
7.	Mr. Mussadaq Muhammad Khan	Bangkok	M.A.	19 years	19-1-1952	Punjab	26-6-95
8.	Mr. Aneesul Hasnain	Jeddah	M.Sc.	19 years	3-11-1952	Sindh (R)	19-8-95
9.	Mr. Muhammad Riaz	Paris	M.Sc. (Economics)	14 years	7-4-1955	NWFP	7-7-95
10.	Mr. Ahmad Farooq	Seoul	M.S. (Dev. Management) M.A. (Admn. Science)	15 years	3-11-1955	Punjab	30-6-95

11.	Mr. Muhammad Razi Abbas	Tehran	M.Sc. (Dev. Admn) U.S.A. B.A. LLB.	20 years	20-5-1949	Punjab	26-8-95
12.	Mr. Abid Javed Akbar	Los Angeles	M.Sc.	23 years	11-2-1949	Punjab	14-7-95
13.	Mr. Shoaib Mir Memon	Dubai	M.B.B.S	8 years	26-10-1958	Sindh (R)	18-6-95
14	Mr. Shahid Hussain Raja	Rome	M.A. (Economics)	18 years	3-1-1952	Punjab	5-10-92
15.	Mr. Naved Arif	Madrid	M.A.	20 years	20-2-1952	Punjab	1-9-92.
16.	Mr. Mohammad Athar Tahir	London	M.A. (U.K.) M.P.A. (U.S.A.)	18 years	17-5-1951	Punjab	10-11-92
17.	Mr. Nazar Hussain Mahar	Moscow	B.A. L.L.B.	15 years	1-4-1950	Sindh (R)	5-10-92
18.	Mr. Pir Mohammad Khan Bangash	Tashkent	M.Sc. (Physics) M.A. (Pol. Science) LLB	24 years	25-4-1947	FATA	12-9-1995
19.	Mr. Nazir Ahmad Awan	Almaty	M.A.	18 years	1-11-1949	NWFP	12-9-95
20.	Ch. Mohammad Ali	Kualalumpur	M.Sc. L.L.B.	14 years	1-4-1953	Punjab	15-9-95
21.	Mr. M. Mumtaz Malik Economic Counsellor	Geneva	M.A. (Economics)	21 years	10-5-1945	Punjab	17-8-95
22.	Mrs. Rukhsana Shah, Economic Counsellor	London	M.A (English)	16 years	2-12-1954	Sindh (R)	24-11-1995

COMMERCIAL SECRETARIES (BPS-18)

1.	Mr. Rashid S. Kaukab	Geneva	M.A. (Economics)	13 years	2-4-1960	Punjab	21-7-95
2.	Mr. Abdul Ghufran	Jakarta	M.A.	7 years	11-6-1965	Sindh (R)	7-7-95
3.	Mr. Ghulam Sarwar Brohi	Dhaka	M.A. L.L.B.	11 years	15-12-1953	Baluchistan	9-8-95
4.	Mr. M. Hanif Shariff	Berne	B.Sc. Engineering	6 years	10-2-1959	Punjab	10-7-95
5.	Mr. Sameen Asghar	New Delhi	M.A. (Economics)	14 years	13-8-1958	Punjab	12-4-93
6.	Mr. S. Saadat Ali	The Hague	M.A. L.L.B.	29 years	27-12-1939	Punjab	30-10-90
7.	Mr. Tauheed Jan	Johannesburg	M. Com.	14 years	4-6-1956	NWFP	7-2-93
8.	Syed Mohammad Ali Gardezi	Budapest	B.A.	13 years	2-6-1956	Punjab	1-9-92
9.	Commercial Secretary	Nairobi	Vacant				

Mr. Chairman: No. Supplementary question.

اور کون سا ہے ؟ سوال

"UNSTARRED QUESTION AND ITS REPLY"

1. **Mr. Saifullah Khan Paracha:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Divisions be pleased to refer to starred question No. 98 replied on 20-11-1995 and state:

(a) the salient features and cost analysis of the CDA's scheme for introduction of Black Bags for domestic trash disposal in Islamabad?

(b) the sucesses and failures of this scheme; and

(c) when this scheme was introduced and when it was withdrawn?

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) The scheme was intrduced in 1983. CDA purchased 40,000 black bags at Re. 0.90 per bag and placed them in the Juma Bazars for sale to the residents of Islamabad at Re. 1 per bag. The residents were required to place garbage in the bags which were subsequently collected by CDA staff for disposal. The system was optional and was introduced on an experimental basis.

(b) The shcheme was initially successful but it was later discontinued as plastic bags were considered to be a source of pollution.

(c) This scheme was introduced in 1983. When it came to notice of CDA that bags were a source of pollution, the scheme was discontinued in 1994.

ایک معزز رکن ۔ سوالات ختم ہو گئے ہیں ۔

Mr. Chairman: OK. That brings us to the end of Question Hour.

وزیر خارجہ صاحب موجود ہیں ۔ کل ان کے متعلق چوہدری انور بھنڈر صاحب کا ایک سوال

رہ گیا تھا' اب اس کو لیتے ہیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں نے اس سوال میں یہ دریافت کیا تھا کہ موجودہ حکومت نے اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر کشمیر کے مسئلہ کو بالکل گول کیا اور اسے وہاں نہیں اٹھایا جب کہ سابقہ ادوار میں یا سابقہ وقتوں میں یہ مسئلہ ایجنڈے پر آتا رہا ہے۔ اس کا جواب گول مول دیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں یہ کہا ہے کہ ایجنڈے پر تو یہ مسئلہ نہیں تھا لیکن ہمارے جو وہاں مندوب تھے' وہ اسے اٹھاتے رہے ہیں۔

جناب والا! ظاہر ہے کہ جب کوئی سوال ایجنڈے پر نہ ہو تو اسے جنرل اسمبلی میں یہ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔ کیا یہ اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ اس سے ان کی کیا مراد ہے؟

Mr. Chairman: Foreign Minister.

Sardar Assef Ahmed Ali: Mr. Chairman Sir, the distinguished Senator is not only an eminent lawyer but has been the Speaker of West Pakistan Assembly, so one would have thought that before putting in this question and before making a statement of this nature, he would have taken the trouble to read the Charter of the United Nations, the Rules of Business of the General Assembly. Then, he would have known that we have not put Kashmir on the agenda of the General Assembly. We do not wish to put Kashmir dispute on the agenda of the General Assembly.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Why?

Sardar Assef Ahmed Ali: You have put in your question, allow me to answer, to explain. The reason is very simple Mr. Chairman, if we put Kashmir on the agenda of the General Assembly, it was only to get a vote. If we want a resolution from the General Assembly, only then we put it on the agenda. Now, we do not wish to have a resolution of the General Assembly which is, in any case, non-binding on The Security Council, which is in any case recommendatory. The

General Assembly resolutions are not binding resolutions. When we already have a binding resolution from the Security Council, several binding resolutions of the Security Council, why should we want a weak resolution in the General Assembly? It is not the policy of the Government to get a resolution and we don't want a resolution from the General Assembly. Why should we put it on the agenda of the General Assembly? This is my answer sir.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔جناب والا! میں نے یہ دریافت کیا تھا کہ کیا سابقہ وقتوں میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ایجنڈے پر یہ معاملہ اٹھتا رہا اور آتا رہا ۔ میری انفارمیشن کے مطابق 1984ء میں 118 کے مقابلے میں 119 ووٹ اس کے حق میں آئے ۔ کیا یہ بات درست ہے کہ یہ ایجنڈے پر آتا رہا اور اس پر ووٹ ہوتے رہے اور آپ کو ووٹ ملتے رہے اور زیادہ ووٹ ملتے رہے۔

Sardar Assef Ahmed Ali: Sir ! Then there was a requirement, yes it was brought into the General Assembly. But subsequently when matter was seized of by the Security Council automatically all resolutions of the General Assembly become infructuous and un-necessary.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! یہ جنرل اسمبلی میں کب سے نہیں آیا۔

سردار آصف احمد علی۔ بہت عرصے سے نہیں آیا۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ کتنے عرصے سے میں ، تو ٹائم پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب سے نہیں آیا۔

Sardar Assef Ahmed Ali: I will let him know.

جناب چیئرمین۔ بہرحال بنیادی بات انہوں نے سمجھا دی ہے۔ جی جناب پروفیسر خورشید صاحب،

پروفیسر خورشید احمد۔اگر وزیر خارجہ صاحب کی بات کو ہم مان لیں تو اس کے معنی

یہ ہیں کہ پھر جنرل اسمبلی تو بیکار ہے۔ یہ بات نہیں ہے ۔ اگر آپ اقوام متحدہ کا پورے کا پورا structure پڑھیں تو اس میں جنرل اسمبلی کا ایک بہت اہم رول ہے۔ جو فیصلے اس کی two third majority سے ہوتے ہیں ۔ ان کی حیثیت اس سے مختلف ہے ۔ جو simple majority سے ہوتے ہیں۔ اسرائیل جیسی سٹیٹ صرف جنرل اسمبلی کے Resolutions کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے ۔ اس کی کوئی اور لیگل base نہیں ہے ۔ ہم نے افغانستان کے مسئلے کو جنرل اسمبلی میں اٹھایا ۔ ایک مسئلہ نہیں سینکڑوں مسئلے وہاں اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے تین functions ہیں ۔ پہلا فنکشن یہ ہے کہ ایک مسئلہ اٹھا کر آپ عالمی رائے کو mobilize کرتے ہیں آپ اس پر ریزولیوشن پاس کروا لیں نہ کروا سکیں لیکن debat e کا ہونا اچھی تقاریر کا ہونا ' facts کا وہاں پیش کیا جانا ایک مسئلے کو agitate کرنا یہ خود دراصل اس کا پہلا فنکشن ہے ۔ دوسرا فنکشن اس کا یہ ہے کہ اگر آپ فی الحقیقت ایک مسئلے پر majority حاصل کر لیتے ہیں تو اس کا ایک moral اثر ہوتا ہے اور وہ پھر باقی تمام معاملات کے اندر effect کرتا ہے ۔ تیسرا اگر آپ اس میں two third majority لے لیتے ہیں تو پھر اس کی لیگل حیثیت بدل جاتی ہے۔ ان تینوں بنیادوں کے اوپر وہاں کام ہوتا ہے ۔ ماضی میں ہوا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف آپ پر ذمہ داری نہیں ہے لیکن یہ fact ہے کہ کشمیر کے مسئلے کو خصوصیت سے 1972ء کے بعد سے دفن کر دیا گیا تھا ۔ بھلا دیا گیا تھا ۔ آج اگر وہ اٹھا ہے تو مجاہدین کی کوششوں سے اٹھا ہے اور آپ اس سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھا رہے ۔ میں خود 1994ء میں جنرل اسمبلی میں تھا ۔ دن رات ہم نے کام کیا لوگوں سے ہم نے بات چیت کی اور ٹھیک ہے کہ ایک marginal position تھی ۔ محض وہاں کسی ریزولیوشن کا پاس ہو جانے سے کوئی آسمان نہیں ڈھے جاتا لیکن یہ بات کہ آپ ایشیز کو ایجنڈے پر لے آئیں اس کے اوپر بحث ہو ' اس پر آپ کے حق میں 25/30 تقاریر ہوں ۔ اس کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے لیکن آپ حضرات نے اس کا فائدہ نہیں اٹھایا ۔ آپ کے پاس کیا explanation ہے۔

Sardar Assef Ahmed Ali: Sir, I am afraid, I disagree with this approach. It is one thing to put Kashmir dispute on the agenda of the General Assembly in which case you will have to call for a vote. The policy of the Government is not to ask the General Assembly for a vote. And it is another thing

to agitate and to raise awareness........ on the floor of the General Assembly and the various committees now that is the other aspect, the political aspect. This year I have raised Kashmir issue in my 50 minute's address to the General Assembly and I talked Kashmir for 30 minutes. The Prime Minister went there in the Summit and she addressed to every committee of the United Nations. We have raised Kashmir issue but I disagree with this view that by raising Kashmir issue or putting it in the agenda and getting the UN General Assembly to vote for Kashmir, the interest of Pakistan or the interest of the people of Kashmir will be served, I disagree with this view. I think the interest of Kashmir will be grievously hurt if we raise this and bring a weak resolution which will then give opportunity to India to say that all other resolutions on Kashmir, all decisions on Kashmir in the Security Council are infructuous and we will only go by this resolution which is non binding and weak. So, this is our view.

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ بہر حال یہ difference of opinion اپنی جگہ۔

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد ۔ جناب چیئرمین ان کا statement ہے کہ اگر resolutions of Security Council will become infructuous تو اس کی legal basis کیا ہیں۔ کیا کوئی مسئلہ جنرل اسمبلی میں آنے کے بعد ------

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد ۔ اگر آپ اس کے چارٹر سے واقف نہیں ہیں ۔ تو اس سے واقفیت پیدا کیجیئے ۔ اپنے assistants سے پوچھیئے۔ لیکن ایسے بیانات نہ دیجیئے گا۔

سردار آصف احمد علی۔ جناب بہر حال' That is his view and I disagree with this -

جناب چیئرمین۔ O.K. جی۔ جناب راجہ ظفر الحق صاحب آخری سوال جی ۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔جناب چیئرمین! یہ ایک نازک مسئلہ ہے ۔ میں اس پر بات نہیں

کرنا چاہتا تھا ۔ لیکن جو reasons وزیر خارجہ صاحب نے دیئے ہیں ۔ وہ درست نہیں ہیں۔ پہلی بات تو ہے ۔ کہ یہ کہا جا سکتا ہے بار بار وہ کہتے بھی ہیں کہ ہم کوئی weak resolution اسمبلی میں پاس کرواکے ' جو پہلے resolutions سیکورٹی کونسل میں پاس ہوئے ہیں۔ ان کو متاثر نہیں کرنا چاہتے ۔ یہ الگ بات ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ جنرل اسمبلی کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ وہ صرف recommendatory ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ بہت سارے ایسے معاملات ہیں جن کا فیصلہ ہی جنرل اسمبلی میں ہوتا ہے۔ مثلاً permanent members کے علاوہ جتنے ممبرز سیکورٹی کونسل کے ممبرز elect ہوتے ہیں ۔ جو لوگ International Court of Justice کے ممبر ہوتے ہیں ۔ simultaneously سیکورٹی کونسل اور جنرل اسمبلی میں ان کی ووٹنگ ہوتی ہے اور اسی سے فیصلہ ہوتا ہے ۔ یہ بھی ان کو تسلیم کرنا پڑے گا ۔ پھر اس کےعلاوہ آپ دیکھتے ہیں ۔ کہ افغانستان کے مسئلے کے اوپر ہر سال ووٹنگ ہوتی رہی ۔ اور اس کا کتنا اثر پوری دنیا کے اوپر ہوتا رہا ۔ خودکشمیر کے معاملے کے جو resolutions ہوئی ہیں وہ آخری resolution 57 کی ہے ۔ اور وہ resolutions ہم یہ سمجھتے ہیں کہ intact رہنی چاہییں ۔ لیکن جو سیکورٹی کونسل کی resolutions ہیں ان کو بدل ہی سیکورٹی کونسل سکتی ہے ۔ اگر جنرل اسمبلی اس کو reaffirm کرتی ہے تو وہ اس مسئلے کی تقویت کا باعث ہوگا ۔ اسے detract نہیں کرے گا ۔ مثلاً ابھی اب جو سیکورٹی کونسل کی پوزیشن ہے ۔ اور ایک ملک کو ایک dominent position حاصل ہو چکی ہے ۔ اور اس کی مرضی کے بغیر سیکورٹی کونسل کوئی فیصلہ نہیں کرتی ۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ سیکورٹی کونسل کے علاوہ جنرل اسمبلی کا ماحول ہی اور ہے ۔ یعنی کیپیٹل اسرائیل کا بیت المقدس میں یا یروشلم میں shift کرنے کا معاملہ ' اگر سیکورٹی کونسل میں ہو تو اس کا فیصلہ اور ہوتا ہے ۔ لیکن عرب گروپ نے ' افریقہ گروپ نے اور خود پاکستان نے اس کے ساتھ ہوکر جنرل اسمبلی میں یہ پاس کروایا ہے کہ اسرائیل اپنا کیپیٹل یروشلم میں shift نہ کرے ۔ اگر اس کی کوئی بھی حیثیت نہ ہوتی تو پھر تو اس کا کوئی بھی فائدہ نہیں تھا ۔ ہم نے دیکھا ہے کہ امریکہ اور اسرائیل ' اور بسااوقات فرانس یا برطانیہ اسرائیل کے ساتھ ہونے کے باوجود ۔ ساری جنرل اسمبلی میں تمام ممالک نے عربوں کا ' حق کا ساتھ دیا ' بوسنیا کے اوپر بھی اور باقی معاملات کے اوپر بھی ان کی reasoning درست نہیں ہے ۔ اپنی limitations ہوں گی ۔ یہ ٹھیک ہے اگر وہ کوئی اپنی resolutions پاس نہ کروا سکیں ' اگر اتنا clout نہ رہے ' یا کوئی

ایسی بات ہو ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں I will agree with him کہ کچے طریقے سے کوئی معاملہ جنرل اسمبلی میں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ ایسی resolution جو بالکل weak ہو۔ water down ہو ' اس کا پاس کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم اس لئے نہیں جارہے کہ جنرل اسمبلی کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی ۔ بس میرا خیال ہے ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

Yahya Bakhtiar Sahib, because it is a legal matter so may be he can guide us on this.Yes Yahya Bakhtiar Sahib.

Mr. Yahya Bakhtiar: Thank you, Sir. Well I only say Sir, that when wehave a resolution in our favour and binding then I think it is like,

آ بیل مجھے مار'

to go to the General Assembly. It is not proper. I entirely agree with the Foreign Minister that they should not go before the General Assembly when you have binding resolution in your favour, you may act a resolution against you. Why take a chance? Thank you, Sir.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : O.K., ایک منٹ جی ۔ میں leave applications پڑھ لوں۔
جناب ملک حاکمین صاحب گزشتہ اجلاس کے دوران مورخہ ۱۵ تا ۲۲ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : پروفیسر ساجد میر صاحب ملک سے باہر ہیں' اس لئے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سید علی نواز شاہ نے شدید بخار کے باعث حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج ۲۷ دسمبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب قاسم شاہ صاحب ملک سے باہر ہیں ' اس لئے انہوں حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت کی درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب آفتاب شعبان میرانی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں ' اس لئے مورخہ ۲۶ سے ۲۸ دسمبر تک وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

POINT OF ORDER

جناب چیئرمین، جی جناب حئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین ! میں یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان کے علاقہ دالبندین میں بجلی کا مسئلہ جو حافظ صاحب نے اٹھایا ہے یہ پہلی بار نہیں ہے۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ پورے بلوچستان میں بجلی ہمارے لئے عذاب بنی ہوئی ہے۔ ملک کے باقی حصوں کی نسبت سے بلوچستان میں ویسے بھی بجلی کم ہے۔

جناب چیئرمین : یہ پوائنٹ آف آرڈر کیسے بنتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: تو پھر جناب اس کو کیسے کریں۔

جناب چیئرمین : انہوں نے صحیح مسئلہ raise کر دیا ہے ۔ آپ کا کس علاقے میں

بجلی کا مسئلہ ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: سارے بلوچستان میں ہے۔ ۱۲، ۱۲ گھنٹے بجلی بند رہتی ہے۔ ٹیوب ویل سارے بند ہیں۔ زمیندار تباہ ہو رہے ہیں۔ بلوچستان میں بجلی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ باقی ملک میں تو فرسٹ کلاس بجلی چل رہی ہے۔ بھئی ہمارے ہاں بھی کوئی توجہ دیں۔ اس کو درست کریں۔ ہم تو صرف اس ایوان میں عرض کر سکتے ہیں اور تو کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! ہمارے صوبے میں جو بجلی کا مسئلہ ہے وہ اپنی جگہ پر ہے اس پر ہم بار بار بات کرتے ہیں۔ یہاں اب ایک particular مسئلہ ہے دالبندین کا، جس کے سلسلے میں ایک strike بھی ہوئی ہے۔

Mr. Chairman: Interior Minister Sahib do you want to say something on this Dalbandin problem,

کہ strike بھی ہے۔ بجلی کا بھی مسئلہ ہے۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, I have already asked my PA to get in touch with the Chairman Area Electricity Board Quetta to give us full details as to what has happened. That I have done already.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ information آ جائے گی تو ایوان میں وہ بتا دی جائے گی۔ جی حافظ صاحب۔

PRIVILEGE MOTIONS

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! یہ ایک تحریک استحقاق ہے۔ راجہ صاحب نے بھی آپ سے اس مسئلے پر بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: اصل میں یہ تحریک مجھے ملی نہیں ہے۔ تو کل لے لیں گے۔ کیونکہ میرے پاس ابھی آئی نہیں ہے۔

حافظ حسین احمد : کل ہم نے اسی وقت دی تھی۔

جناب چیئرمین : اگر مل گئی ہے تو پھر دیکھ لیتے ہیں۔ چلیں پڑھ لیں۔

i) RE: ALLEGED STATEMENT OF FEDERAL MINISTER BEING NOT RESPONSIBLE BEFORE THE SENATE.

حافظ حسین احمد : بسم اللہ الرحمان الرحیم۔

۲۶ دسمبر کے اجلاس میں سوالات کے جوابات کے موقع پر وزیر خصوصی تعلیم جناب ڈاکٹر علامہ شیر افگن صاحب نے کہا کہ حکومت سینٹ کے سامنے کسی سطح پر جوابدہ نہیں ہے۔ اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جناب اس پر ۲۸ ممبر صاحبان کے دستخط ہیں۔

جناب چیئرمین : جی جناب منسٹر صاحب Is it being opposed?۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین ! اس کو آپ استحقاقات کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ وہاں پر میں ان کے ساتھ بات کر لوں گا۔

Mr. Chairman: O.K., This almost amounts to a confession. So, we will refer it to the Privileges Committee. Yes Ch. Anwar Bhinder Sahib.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں عرض کروں گا کہ انہوں نے اس کو Privilege Committee کو اس لئے سپرد کر دی ہے کہ وہاں جا کر یہ سرد خانے میں پڑ جائے گی ۔ جناب Privileges Committee والا کا کوئی چیئرمین نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، اس کی میٹنگ بھی میرے خیال میں دو چار دنوں میں بلا کر I will ensure that we have a Chairman and this is an important matter and I am glad that the Minister has realized that he can not oppose it, it goes to the Privileges Committee.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No Sir, I have the

reservations and it should be referred.

Mr. Chairman: Please sit down. Prima facie I hold that the statement of the Minister amounts to interference with the working of the House, therefore, I hold it to be in order and refer it to the Privileges Committee and I am glad that he did not oppose it.

جی جناب کل پشاور کے مسئلے پر کون تقریر کر رہا تھا۔

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman are we going on to the Peshawar incident?

Mr. Chairman: Yes.

Mian Raza Rabbani: Sir, I may be wrong, I could be corrected but I thought it was decided that we first go through the legislation and then take up this issue.

جناب چیئرمین۔ کیوں جناب راجہ صاحب پہلے وہ کر لیں یا یہ کرلیں کیا فیصلہ ہے یا اس طرح کر لیتے ہیں ابھی 11.40 ہیں let us say we go on till.... نہیں 1.15 تک کر لیتے ہیں، ایک بجے تک یہ کر لیں پھر ایک بجے کے بعد یہ آپ کا کام کر لیں۔

میاں رضا ربانی۔ پھر یہ کہیں گے کہ نماز کا وقفہ ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں نماز کا وقت کتنے بجے ہے، وہ تو کل 2 بجے کیا تھا---پونے دو، so we will have between 1.00 and 1.45 p.m. to deal with your legislation, we will finish it at 1 O'clock.

Mian Raza Rabbani: That woud not be sufficient time Sir.

جناب چیئرمین۔ اس میں اپوزیشن نہیں ہو رہی تو۔ I don't think it is being opposed کیونکہ بھنڈر صاحب یہ جو بل لانا چاہ رہے ہیں، آپ کے خیال میں اس پر کتنا وقت لگے گا؟

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب ہم نے تو اس پر باتیں تو کرنی ہیں۔

Mr. Chairman: How long will it take, you think?

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب گھنٹہ تو لگے گا۔

جناب چیئرمین۔ تو پھر اس پر کام 12.45 p.m. پر شروع کر دیں ۔جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین ان کو بٹھا تو دیں ۔

جناب چیئرمین۔ قریشی صاحب تشریف رکھیں وہ تقریر شروع کرنے والے ہیں ' ملک صاحب آپ بھی بیٹھ جائیں وہ کہتے ہیں میں نے تقریر کرنی ہے تو ملک صاحب آرام سے سن لیں ' اشتیاق اظہر صاحب کا نام ہے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ کیا میرا نام نہیں ہے ۔

Mr. Chairman: No, no, he is your Leader, lets have some discipline in the MQM.

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب کیا یہ Chair کی رولنگ ہے ۔

Mr. Chairman: No, no it is an observation, it is not a rulling.

جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب چیئرمین! جہاں تک امن و امان کی صورتحال کا تعلق ہے تو موجودہ حکومت کے آتے ہی یہ ایک انتہائی سنجیدہ مسئلہ بن چکا ہے اور خصوصاً امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کا سہرا صرف اور صرف یا زیادہ سے زیادہ ہمارے محترم وزیر داخلہ کے سر ہے۔ بدقسمتی سے وہ اس سہرے کو سجا کر بڑے خوش ہوتے ہیں اور وہ ذہنی طور پر سمجھتے ہیں کہ میں بہت ہی بڑا اہم کارنامہ انجام دے رہا ہوں ۔ جناب چیئرمین! کسی حکومت کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار امن و امان کی صورتحال اور ملک کی اقتصادیات کی بنیاد پر ہوتا ہے ' لیکن اس وقت امن و امان کی صورتحال یہ ہے کہ نہ آپ کا صدرمحترم محفوظ ہے اور نہ آپ کی محترم وزیر اعظم صاحبہ ' نہ پارلیمنٹ اور نہ کوئی شہری دہشت گرد جب چاہیں' جہاں چاہیں' جس طریقے سے چاہیں کارروائی کر کے مکمل طور پر محفوظ طریقے سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ جناب

چیئرمین! ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر کراچی میں بھی کئی دھماکے ہوئے۔ گوجرانوالہ میں بھی دھماکہ ہوا، فیصل آباد میں بھی دھماکہ ہوا، مصری سفارتخانہ میں بھی دھماکہ ہوا اور پشاور میں بھی دھماکہ ہوا۔ پشاور کے دھماکے بعد پوری مشینری حرکت میں آئی، دس لاکھ روپے کا اعلان ہوا، اس کے بعد اسے ایک کروڑ میں تبدیل کر دیا گیا۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دھماکے میں گورنر صاحب کے کچھ رشتہ دار اور عزیز ہلاک ہوئے، ایک صوبائی وزیر کے رشتہ دار ہلاک ہوئے۔ اس لئے چند گھنٹوں میں کار کے انجن کا سراغ لگا لیا گیا، اس کا نمبر بھی تلاش کر لیا گیا اور bargain centre بھی پہنچ گئے، ملزم کی تصویر بھی بن گئی اور فیصل آباد، گوجرانوالہ اور کراچی میں عوامی حکومت کے دور میں عوام مر رہے تھے، اس لئے ان دھماکوں کا کسی نے نوٹس تک نہیں لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی شرمناک بات ہے ۔ اس کے بعد عوام یہ دعا کریں گے کہ ہر دھماکے میں کوئی VIP شامل ہو تا کہ اس دھماکے کا سراغ لگانے میں حکومت سنجیدہ ہو۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم لاہور، جھنگ، فیصل آباد کی بات کرتے ہیں تو وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ جناب یہ تو پنجاب کا مسئلہ ہے۔ پشاور کے قریب سے یہ منتخب ہوئے ہیں لیکن یہ خود وہاں گاڑی میں بیٹھے رہے، انہوں نے گاڑی سے نیچے اترنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی، اگر وہ صوبائی مسئلہ ہے، لیکن میں پوچھتا ہوں کہ مصری سفارتخانے کا مسئلہ کیا تھا، وہ ابھی تک حل نہیں ہوا ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اب ہم ان وزیر داخلہ سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کر کے خود شرمندہ نہیں ہونا چاہتے۔ جناب چیئرمین! میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ آج کون سی شخصیت ہے جو محفوظ ہے ، کل یہاں ہمارے صدر محترم کی خالی گاڑی پر ان کا پرچم لہرایا گیا اور ریہرسل کے طور پر ان کی گاڑی کو پہلے سابق قومی اسمبلی ہال میں داخل کیا گیا کہ اگر کوئی فائرنگ ہو تو اس گاڑی پر ہونی چاہیئے، شرم کا مقام ہے جناب، اگر تھوڑی سی بھی غیرت ہو کسی میں تو وہ ایک لمحے کے لئے بھی اس وزارت سے چمٹنے کی کوشش نہ کرے، کہ سب سے بڑی شخصیت صدر صاحب کی اور صدر محترم کا سابق قومی اسمبلی کے ہال میں داخلے کے وقت ریہرسل کے طور پر ایک کار پر ان کا جھنڈا لگایا جاتا ہے ڈر کے مارے کہ کہیں اس کو اڑایا نہ جائے۔ جناب چیئرمین! اسلام آباد میں آپ دیکھیئے، ائیرپورٹ پر دیکھئے کہ صدر محترم اور وزیراعظم کا طیارہ راولپنڈی کی جانب ٹیک آف نہیں کر سکتا بلکہ اسے دوسری جانب سے ٹیک آف کرایا جاتا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری حکومت ہے، عوام ہمارے ساتھ ہیں، جناب

چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں کہ ان مسائل کے بارے میں سنجیدگی سے غور کیا جانا چاہیئے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں وہ افغانستان کے لوگ ہیں، ہم یہ نہیں کہتے ہیں کون ہیں، لیکن آخر کوئی تو ہے، ہمارے پارلیمنٹ کا کیا حال ہے، میں اپنی گاڑی سوزوکی آلٹو میں خود اسے چلا کر آ رہا تھا، تو مجھے انہوں نے روکا اور وہ ایک شیشہ لے کر اس کے نیچے بم تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس سے پہلے میں جب آرہا تھا تو وزیر داخلہ صاحب کی گاڑی کو سلیوٹ کر کے انہوں نے چھوڑ دیا، آپ بتائیں جو دھماکہ کرنے والی گاڑی ہوتی ہے اسے تو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم جیسے شریفوں کی گاڑی کی تلاشی لی جاتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی گاڑی جسے ڈرائیور چلا رہا ہوتا ہے، اس کی تلاشی نہیں لی جاتی، اس ایوان کے ایک رکن کی گاڑی جو وہ خود چلا رہا اسے روک کر اس کی تلاشی لی جاتی ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔۔۔۔۔ نہیں، آپ کی گاڑی وہاں سے ویسے ہی گزری تھی، ۔۔۔۔۔۔ تو آپ ہیں ہی دہشت گرد ۔۔۔۔۔ تو جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ صورتحال ہے۔ افغانستان کے متعلق ہم نہیں کہتے، ہمارے بعض معزز ساتھیوں نے، میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا، انہوں نے کہا اگر آپ ربانی کے خلاف جائیں گے وہ دھماکہ کریں گے، یہ ریکارڈ پر ہے، ان کی اس گواہی کو شامل کیا جائے، اگر کسی معزز رکن کو یہ پتہ ہے کہ ربانی کی حکومت کی جانب سے دھماکے کئے جا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک معزز رکن اگر اس فلور پر کہتا ہے تو اس کو بھی لے جانا چاہیئے اور وزیر داخلہ کے لئے یہ نادر موقع ہے کہ اس رکن سینٹ کو لے جائیں اور اس کے ساتھ بات چیت کریں اس معاملے میں۔

جناب چیئرمین! جہاں تک دینی مدارس کا تعلق ہے، ایک طرف ٹی وی پر یہ اعلان ہوچکا کہ اس شخص کی شناخت ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود دینی مدارس پر چھاپے پڑ رہے ہیں، طلبہ کو پکڑا جا رہا ہے، علماء کو تنگ کیا جا رہا ہے اور یہاں پر جب ہم ایسی بات کرتے ہیں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ یہ فوج کا مسئلہ ہے، یہ امن و امان کا مسئلہ ہے، یہ تو صرف کراچی کے سانحے کا مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین! اس ایوان کے فلور پر میری تحریک استحقاق موجود ہے فوجی بغاوت کے بارے میں۔ آپ نے ہمیں منع کیا، قائد حزب اختلاف نے فرمایا، ہم خاموش رہے، لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اگر ایک جانب سے ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ فوج کا اندرونی معاملہ ہے اور پھر وزیر دفاع آ کر اس ایوان میں کھڑے ہو کر اسے اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں، وزیراعظم صاحبہ اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہیں، اس میں بلاول اور بختاور تک کو کھینچا اور ڈالا

جاتا ہے اور پھر ہمیں خاموش رہنے کی بات کی جاتی ہے۔ جناب! اگر صبر کیا جائے سال بھی بدلے گا، حالات بھی بدلیں گے، اشخاص بھی بدلیں گے لیکن جناب! یہ میرے ہاتھ میں اخبار ہے، ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ خاموش رہیں، ان مسائل کو ایک حد تک رکھیں، حساس معاملات کو نہ چھیڑیں۔ یہ "جنگ" لاہور ہے جی، اس میں لکھا ہے کہ اسلامی انقلاب کے بعد امیر المومنین نشری تقریر میں خواتین کے لئے لازمی شرعی پردہ، تصویر بنوانے اور ان کے نامحرم مردوں سے ملنے پر پابندی کا اعلان کرتے، فوجی بغاوت کے بعد قاضی حسین احمد، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمن، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا سمیع الحق امیر المومنین کے مشیر بنائے جاتے۔

جناب چیئرمین: آپ کا نام نہیں دیا ہے انہوں نے۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! یہی تو میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میرا------ جناب قیادت کے قتل کے بعد، یعنی صدر کے قتل، وزیر اعظم کے قتل، نصیر اللہ بابر کے قتل ------ قیادت لکھا ہوا ہے جی، ان تمام افراد کے قتل کے بعد حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد امیر المومنین نشری تقریر میں قاضی عبداللطیف، مولانا سلیم اللہ، مفتی عبدالستار، مولانا عبدالمجید، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا یوسف لدھیانوی، قاضی عبدالکریم، قاضی موسیٰ، مولانا یعقوب، سید عبدالستار شاہ، مولانا عبدالباقی کو بھی مشیر بنانے کا اعلان کرتے------ میں گزارش کرتا ہوں کہ آخر یہ کیا ہے جناب۔ خدارا آپ انصاف کریں۔ ایسے مسئلے کو جس کے لئے ہماری تحریک التواء اس ایوان میں موجود ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ فوج کا مسئلہ ہے اور یہ باقاعدہ طور پر خبریں چھپوائی جا رہی ہیں۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد : نہیں، آپ اس کی تردید کریں ناں۔ آپ چھپواتے ہیں ناں، آپ کے وزیر دفاع نے جو بیان یہاں ایوان میں پڑھ کر سنایا ہے وہ تین دن پہلے "ڈان" اور "پاکستان" میں چھپ چکا تھا۔ آپ کیسے اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ جو بیان آپ کے وزیر دفاع یہاں پڑھتے ہیں وہ تین دن پہلے من و عن وہاں چھپتا ہے، اگر انٹرویو دیا ہے تو وہ بھی تو وزیر دفاع نے دیا ہو گا ناں، یعنی ایوان میں بیان دینے سے پہلے، اس بیان کے مندرجات کو انٹرویو میں شائع کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ جناب چیئرمین! میں ایک گزارش کروں گا کہ آخر حالات کو

بگاڑنے کے لئے یہ تمام چیزیں دیدہ دانستہ طور پر کی جا رہی ہیں اور اس کے لئے علماء کو ملوث کرنا' اب یہ تمام مشیر ہیں' ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا' مولانا نورانی صاحب ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں تو اس کا پشاور والے معاملے سے کیا تعلق ہے۔ ہم بھی انتظار میں ہیں۔

حافظ حسین احمد : میں وہی جوڑنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جناب میں گزارش کروں گا کہ حالات کو خراب کرنے کے لئے حکومت اس قسم کے اقدامات کر رہی ہے اور اس وقت کوئی شہری' جس طرح میں نے مثال دی کہ حتیٰ کہ صدر مملکت محفوظ نہیں ہیں' ایم این ایز محفوظ نہیں ہیں' سینیٹر بیچاروں کا تو کیا کہنا' ان کو تو کوئی پوچھتا نہیں ہے۔ وزیر داخلہ خود پشاور میں اپنی کار سے اترنے سے کتراتے ہیں' مجھے پتہ چلا ہے کہ دروغ بہ گردن راوی xxxxxxxxxxx + اب یہ کہاں تک حقیقت ہے جناب چیئرمین! آخر اس حد تک اگر ملک پہنچے' امن و امان کی صورتحال اس اسٹیج پر پہنچ چکی ہو تو اس ملک کا خدا حافظ ہے۔ میں یہ ہی گزارش کروں گا کہ جناب! افغانستان کے مسئلے پر طالبان کا جہاں تک تعلق ہے ' یقین جانیے جناب چیئرمین! ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا طالبان سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن طالبان بچے نہیں ہیں ' گیارہ' تیرہ سال پہلے ان کے والدین ہجرت کر کے آئے اور پاکستان میں وہ لوگ ان ہی مدارس میں پڑھتے رہے ظاہر ہے کہ ایک ردعمل کے طور پر وہ نکلے ہیں۔ ربانی صاحب بھی' کل ان ربانی صاحب کے ہمارے دوست بھی خلاف تھے جناب والا! اس لئے کہ وہ ان کے دوستوں کے ساتھ لڑ رہے تھے ۔ آج اس لئے --

(interruption)

جناب چیئرمین ۔ مندوخیل صاحب دیکھیں ناں ؟ آپ کی اپنی تقریر جب ہوتی ہے آپ بات کریں لیکن یہ مداخلت اچھی نہیں ہے

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین ! میں یہ کہہ رہا تھا کہ کل جب ان کے دوستوں کے ساتھ لڑ رہے تھے تو ہمارے دوست ان کے خلاف تھے لیکن آج ان کے دوست ان کے حلیف بن چکے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے ' میں کہتا ہوں کہ اگر پاکستان مداخلت کرتا ہے وہ بھی غلط ہے 'لیکن بھارت کی مداخلت کی بھی وہ حضرات مذمت کریں ۔ بالکل صحیح ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ تمام

+-- Expunged by the order of the Chairman.

کی مذمت کریں ۔لیکن اگر آپ ایک پہلو کو لیتے ہیں اوردوسرے پہلو کو نظر انداز کرتے ہیں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کیا چاہتے ہیں کہ بھارت کی امداد یا دوسرے عناصر کی امداد اور دوسرے جو عناصر ہیں 'دوسرے جو ممالک ہیں 'جو کھلم کھلا امداد کر رہے ہیں ربانی کی 'تو ان کی کیوں مذمت نہیں کی جاتی ؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ بیرونی مداخلت بند ہونی چاہئیے ۔چاہے وہ ربانی کے حق میں ہو چاہے وہ طالبان کے حق میں ہو 'اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی ۔ جی جناب مندوخیل صاحب ؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ کل جو میں نے تقریر کی تھی وہ یہ تھی کہ جاسوسی کے اداروں نے اس ملک کو پڑوسیوں کے ساتھ لڑایا ہے اور ابھی جو یہ واقعہ ہوا ہے پشاور کا یہ بھی جاسوسی اداروں کا اپنا کارنامہ ہے اور اس کا نتیجہ یہ بن رہا ہے کہ ابھی ہمارے politicians افغانستان پر حملے کی بات کر رہے ہیں اس کے علاوہ یہ ان کے الفاظ ہیں کہ اگر ربانی کی گورنمنٹ پر حملہ کیا جائے گا تو وہ یہاں ----

(interruption)

جناب چیئرمین ۔ آپ نے دوبارہ تقریر شروع کر دی ہے آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ میں یہ personal explanation پر بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں تو آپ نے اتنی اچھی تقریر کی ہم سب سمجھ گئے ہیں آپ کی بات کو تو ---

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔ لیکن انہوں نے اب کہا اور یہ ریکارڈ پر ہے' کہ ربانی ایسا explosion کرے گا۔ انہوں نے کہا ' ایک معزز ممبر نے کہا ۔میں کہتا ہوں کہ میری تمام تقریر اٹھا کر دیکھ لیں اس میں یہ الفاظ کبھی میں نے استعمال نہیں کیئے ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں' آپ کا تو ذکر ہی نہیں کیا گیا ۔آپ کے بارے میں انہوں نے نہیں کہا ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ کسی اور کے نام سے کیا یا وہ نام لے کر بتا دیں کسی ممبر نے نہیں کہا۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے کسی نے نہیں کہا ہو گا ۔

There was some reference to Mr.Asif Zardari, some comments which I will expunge from the record.

جناب چیئرمین ۔ اگلا جی جناب بشیر احمد خان ترین صاحب ؟

جناب بشیر احمد خان ترین ۔ جناب چیئرمین ! جو واقعہ 21 دسمبر 1995ء کو ساڑھے چھ بجے شام کو پشاور شہر کے مصروف بازار میں ہوا اور جس میں بے گناہ معصوم بچے اور عورتیں شہید ہوئے ان کا ہمیں بلکہ میری پارٹی کو اور سارے پاکستان کےعوام کوجن کے دل میں تھوڑا بہت انسانیت کا درد ہےاس کا شدید صدمہ ہوا ہے ۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ غم کا دن اور رونے کا دن اس سے پہلے نہیں آیا ہو گا۔

جناب چیئرمین ! اسی رات کو ٹی وی پر یہ خبر سنتے ہی' سچی بات ہے کہ جو لوگ اس معاملہ میں سنجیدہ تھے انہوں نے تو میرے خیال میں اپنی طرف سے تلاوت کی ہوگی ۔ جو کچھ ان کے بس میں تھا انہوں نے ضرور کچھ کیا ہوگا ۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اسی خبرنامے میں یہ بتایا گیا کہ رات کو گیارہ بجے ایک اسپیشل بلٹن نشر کیا جائے گا جس میں اس دھماکے کے متعلق معلومات فراہم کی جائے گی۔ ہم نے گیارہ بجے ٹی وی کو آن کیا تو دیکھا وہاں پر ایک فلم چل رہی تھی ۔ بہت دکھ کی بات ہے ایک طرف تو حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ یہ تخریب کاری' یہ دہشت گردی جو بھی کر رہا ہے ہم اس بات پر غمزدہ ہیں جس طرح باقی پاکستانی عوام ہیں ۔

جناب چیئرمین ! ان کی سنجیدگی' حکومت کی طرف میرا اشارہ ہے' اگر ان میں تھوڑی بہت غیرت ہوتی یا ان انسانوں کی لاشوں سے تھوڑی بہت ہمدردی ہوتی تو کم از کم اسی رات اس فلم کو نہ دکھاتے اس کے بجائے یا تو ٹی وی پروگرام کو بند کرتے یا کوئی نعت وغیرہ نشر کرتے ۔

جناب چیئرمین ! معلوم نہیں کہ یہ دھماکے یہ تخریب کاریاں کب تک جاری رہیں گی۔ ہم نے بار بار اس فلور پر کہا ہے کہ اگر حزب اقتدار کو یعنی موجودہ حکومت کو یہ دعویٰ ہے کہ وہ واقعی جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں ۔ اگر ساری حکومت مستعفی ہونے کی جرات نہیں کرسکتی کم سے کم وزیر داخلہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اب تک اس کرسی پر بیٹھے رہیں۔ ان کو پشاور کا نمائندہ

ہوتے ہوئے جرات سے کام لینا چاہئیے تھا اور اسی شام استعفیٰ کا اعلان کرنا چاہیے تھا ۔ لیکن افسوس ان کو ان لاشوں سے ان دھماکوں سے اس تباہی سے زیادہ اپنی کرسی پیاری ہے ۔

جناب چیئرمین ! بہرکیف اچھا ہو گیا وزیر داخلہ نے اکبر بگٹی کی یاد دہانی کرائی۔ جناب چیئرمین، اس وقت میں اکبر بگٹی کا ذکر کروں گا اور ضرور کروں گا وہ اس لئے کہ جناب چیئرمین اس وقت ڈیرہ بگٹی میں میرے خیال میں پھر فورسز بھیجی گئی ہیں۔ پہلے تو انہوں نے سوئی کے متعلق کہا تھا کہ وہاں پر پلانٹ ہے اس لئے ہم فورسز بھیجتے ہیں کہ کہیں وہاں دھماکہ نہ ہو جائے ۔ لیکن آج میں وزیر داخلہ سے یہ پوچھ رہا ہوں بلکہ پوچھوں گا کہ ڈیرہ بگٹی میں وہاں جو سوئی کا پلانٹ بھی نہیں ہے فورسز کس لئے بھیجے جا رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین ! یہ لوگ سیاست کو ذاتیات پر لے آئے ہیں ۔ آپ نے خود اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ میں پشاور کا ذکر کر رہا تھا درمیان میں وزیر داخلہ نے فورا" کہا کہ آپ نہیں بول رہے ہیں بلکہ اکبر بگٹی بول رہا ہے ۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری پارٹی کا ایک ایسا قائد جس کا نام اکبر بگٹی ہے ان کے دماغوں پر ایسا چھا گیا ہے کہ جو بھی بولے ان کا خیال ہے اکبر بگٹی بول رہا ہے ۔

جناب چیئرمین ! ان کی سنجیدگی کا آپ نے خود اندازہ لگایا اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں نے ان کے قائد کے متعلق یا ان کے کسی اور لیڈر کے متعلق ابھی تک کوئی بات نہیں کی اور نہ میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ لیکن ایک وزیر داخلہ ہوتے ہوئے وہ صرف اور صرف اپنے آپ کو ایک پارٹی کا وزیر داخلہ سمجھتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بات ان کو زیب نہیں دیتی۔

جناب چیئرمین ! موضوع پشاور کے دھماکے پر افسوس کرنے کا تھا ، میں ایک بار پھر اپنی طرف سے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے اس دھماکے کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور جس نے بھی کیا ہے ، جو بھی انسان ہے ، میں کہتا ہوں کہ اس کو اور اس کا جس ملک سے تعلق ہو ، جس حکومت سے تعلق ہو ، اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔ آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ملک پر رحم فرمائے اور ایسے وزیر داخلہ سے جلد از جلد ہماری جان چھڑائی جائے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ، جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

سید اشتیاق اظہر ۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ ' پشاور میں 21 دسمبر کو جو واقعہ ہوا اور اس میں جو انسانی جانیں ضائع ہوئیں اس پر مجھے اور میری پارٹی کو بہت افسوس ہے اور ہم اس قسم کے بزدلانہ اقدام کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں ۔ اس تفصیل میں جائے بغیر کہ اس واقعہ کے محرکات کیا تھے ' چونکہ اس پر گفتگو ہو رہی ہے ' ہم کسی ملک کو اس میں ملوث کرنے کے حق میں نہیں ہیں ۔ دہشت گردی کا صرف یہ واقعہ ہی قابل مذمت نہیں ہے بلکہ باڑہ میں جو کچھ ہوا ' مالا کنڈ میں جو کچھ ہوا ' ٹھوکر نیاز بیگ میں جو کچھ ہوا ' سوئی میں جو کچھ ہوا ' شہری سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے ' کراچی اور حیدرآباد میں جو کچھ ہو رہا ہے ' ہم ان تمام تشدد کے واقعات کے مذمت کرتے ہیں ۔ ہم تشدد کی انفرادی کوششوں کی بھی مذمت کرتے ہیں ' اجتماعی کوششوں کی بھی مذمت کرتے ہیں ' حکومتی دہشت گردی کی بھی مذمت کرتے ہیں ۔ اور ہمارے حوصلے کو دیکھیئے کہ پکا قلعہ کے اپریشن کے باوجود ہم نے فاروق احمد خان لغاری کو صدارتی انتخاب میں کامیاب کرایا ۔ اس وقت ہم محب وطن تھے اس کے بعد ہم محب وطن نہیں رہے اور وزیر داخلہ صاحب جا بجا ہم لوگوں کو دہشت گردی میں ملوث کرتے ہیں اس ایوان میں میرا یہ مطالبہ ہے کہ دہشت گردوں کے ووٹوں سے کامیاب ہونے والے صدر کو اپنے عہدے سے استعفٰی دے کر دوبارہ انتخاب لڑنا چاہیئے ۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ کراچی میں حالیہ دنوں میں قائد تحریک الطاف حسین کے بھائی اور بھتیجے کو رینجرز نے جس طرح سے قتل کیا اس کے سینکڑوں گواہ موجود ہیں ۔ اس پر الطاف حسین صاحب نے ایک FIR درج کرانا چاہی ' وہ FIR گلبرگ کے تھانے کے انچارج نے وصول کی جب اس کو FIR قرار نہیں دیا گیا تو میری طرف سے ہائی کورٹ میں ایک رٹ دائر کی گئی اور اس رٹ میں ہم نے بہت سے لوگوں کو نامزد کیا اس لئے کہ جب یہ واقعہ ہوا تھا اور اس کے بعد جب رینجرز کے طرف سے یہ اعلان جاری ہوا کہ یہ لوگ ہماری تحویل میں نہیں ہیں تو میرا ماتھا ٹھنکا تھا میں نےخود صدر گرامی قدر کو جو اس وقت ڈیرہ غازی خان میں تھے ' کو فون کیا ان کے ملٹری سیکریٹری سے بات ہوئی ۔ دوسرے دن بھی ہم نے لگاتار چار پانچ ٹیلی فون کئے ' ہر مرتبہ ان کے پرائیویٹ سیکریٹری نے ہم سے وعدہ کیا کہ آپ سے رابطہ کیا جائے گا لیکن رابطہ نہیں ہوا ۔ ہم نے ہوم سیکریٹری سندھ سے رابطہ کیا ' ہم نے آئی جی سندھ سے رابطہ کیا' ہم نے گورنر سندھ سے رابطہ کیا' ان تمام لوگوں میں سیکریٹری interior سے رابطہ کیا۔

جناب چیئرمین۔ تو آپ تو کراچی پر بات کر رہے ہیں، پشاور کی بات کریں ناں۔

سید اشتیاق اظہر۔ ان تمام لوگوں میں سے کسی نے جواب نہیں دیا سوائے گورنر سندھ کے، میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم تشدد کی مذمت کرتے ہیں اور ہمیں بڑا افسوس ہے کہ پشاور میں اس نوعیت کا واقعہ ہوا اور اس نوعیت کے واقعات ملک میں جہاں جہاں بھی ہوئے ہم ان کی مذمت کرتے ہیں اور ہم تشدد کو سیاسی مسائل کا حل نہیں سمجھتے ہیں۔ ہمارے قائد الطاف حسین نے وائس آف امریکہ کو جو انٹرویو دیا اس میں بھی انہوں نے کہا کہ ہم مذاکرات کے لئے تیار ہیں لیکن جیسا کہ حالیہ دنوں میں افتخار گیلانی نے کہا تھا کہ مذاکرات کے لئے ماحول کو ساز گار بنانا ضروری ہے ۔ اگر ماحول ساز گار بنایا جاتا تو ایم کیو ایم اور حکومت کے مذاکرات ہوتے لیکن اگر لاشوں کے تحفے دیئے جاتے رہے اور جیسے دیئے جا رہے ہیں، ماحول کو ساز گار نہیں بنایا جا رہا ہے، تو ہم اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ان حالات میں مذاکرات نہیں ہو سکتے ہیں ۔ تو جناب جناب چیئرمین ! ان تمام واقعات کی روشنی میں میں پھر یہ کہتا ہوں کہ پاکستان کے ماحول کو ساز گار بنانے کے لئے، پاکستان میں سیاسی عمل کو برقرار رکھنے کے لئے، جمہوری عمل کو برقرار رکھنے کے لئے، تشدد کے واقعات کی مذمت ہی ضروری نہیں ایسا ماحول پیدا کرنا ضروری ہے کہ جس سے مذاکرات کے ذریعے سیاسی مسائل کو سیاسی انداز میں حل کرنے کی کوششوں کو پذیرائی ملے اور انہی الفاظ کے ساتھ میں اپنی آج کی اس گفتگو کو ختم کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب، کراچی کے اوپر انہوں نے بہت سے غلط بیانات دیئے ہیں اس لئے میں ان کا جواب دے دوں ۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، کوئی بات نہیں جواب کا موقع نہیں ہے۔ پھر موقع آئے گا ۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

جناب ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ آج کم از کم ایک موقع ہے کہ بلوچستان کی بات تو نہیں ہو گی ناں ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ گزارشات اس پر عرض کرنے کا۔

جناب چیئرمین۔ اچھا ادھر ہی ہو گی ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ دہشت گردی جہاں کہیں بھی ہو تھوڑا سا ضرور اس کا ذکر ہو گا مختصراً۔

جناب چیئرمین ۔ اچھا اچھا۔ یعنی آپ کہیں گے کہ اگر وہاں دھماکہ ہوا تو اس کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ ضرور جناب بلوچستان بھی ملک کا ایک حصہ ہے سارے مسائل ایک طرح ہیں۔

سب سے پہلے میں اپنی پارٹی بلوچستان نیشنل موومنٹ کی طرف سے اس عظیم سانحہ پر انتہائی افسوس اور دکھ اور رنج کا اظہار کرتا ہوں اور ان تمام خاندانوں سے دلی طور پر اظہار تعزیت کرتا ہوں جو شہید ہوئے ہیں اور جو زخمی ہوئے ہیں ان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں اور جو بیچارے ابھی تک ہسپتال میں ہیں اللہ ان کو صحت یاب کرے۔

یہ حقیقت ہے کہ نہ صرف صوبہ سرحد کا بلکہ پورے ملک کا یہ ایک عظیم سانحہ ہے اور سارے ملک کے عوام اس سے غم زدہ ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ دلی ہمدردی رکھتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ جب ہمارے ملک کے اندر، ملک کے کسی بھی حصے میں کسی بھی شہر میں دہشت گردی، تشدد کے اس طرح کے واقعات ہوں تو یہ سارے ملک کے بارہ کروڑ عوام کے لئے پریشانی کا باعث بنتی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اچھا کیا کہ اس معزز ایوان میں اس طرح کے واقعات پر اظہار خیال کا موقع عطا فرمایا ۔ جناب والا ! واقعات اس طرح کی بیشمار ہیں ۔ تقریبا ملک کی اب تو صورتحال اس طرح پریشان کن ہو گئی ہے کہ پشاور سے لیکر کراچی تک اور بھی جگہوں پر، بلوچستان میں بھی ، سندھ میں بھی ، پنجاب میں بھی اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں لاہور میں ہوا گوجرانوالہ میں ہوا، بسوں میں لوگ سفر نہیں کر رہے ہیں ، ریل کے ڈبوں میں لوگ ڈرتے ہیں ، اور اب تقریباً تقریباً ایک پریشانی سی ملک کے اندر عوام کے اندر پیدا ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں اس میں ان کی پریشانی کسی حد تک جائز بھی ہے کیونکہ ہمارے ملک کے معاملات ، نہ سیاسی معاملات ٹھیک ہو رہے ہیں نہ معاشی معاملات ایک صحیح سمت میں جا رہے ہیں اور نہ ہی امن و

امان کا مسئلہ بہتر ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے حکومت کی کاوشیں اور کوششیں اپنی جگہ ہیں یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ حکومت چاہے وفاقی ہو صوبائی حکومتیں ہوں وہ اپنی طرف سے کوششیں کر رہی ہیں مگر اس کا صرف یہ ایک پہلو نہیں ہے کہ انتظامیہ کے حوالے سے یہ معاملات درست ہوں ایک مہینہ پہلے جیسے بلوچستان میں ایک صوبائی وزیر مال Excise and Taxation جناب محمد ایوب بلیدی صاحب اور ان کے ساتھ فرحت اللہ صوبائی الیکشن کمشنر تھے اور ان کے ساتھ ایک اور ساتھی تھے وہ دن دیہاڑے 22 نومبر کو شہید کئے گئے ۔ یہ جناب والا! معمولی واقعات نہیں ہیں ۔ کراچی میں اکثر ہم سنتے ہیں اور جگہوں پر ایسے واقعات سنتے ہیں۔ جناب والا! یہ ساری باتیں قابل غور ہیں کہ یہ تشدد کی کارروائی ہمیں کس طرف لے جا رہی ہے۔ یہ کلاشنکوف کلچر ' بم بلاسٹ ایسے مسائل جن پر ہم سب کو سوچنا چاہیئے اور اس کے حل کے لئے جد وجہد کرنی چاہیئے ۔ صرف یہ کہہ دینا کہ یہ سارے معاملات حکومت کے حوالے سے حل ہوں گے یہ بات صحیح نہیں ہو گی۔ میرے خیال میں اس میں ساری سیاسی جماعتوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کے تمام اسباب کی تحقیق کریں۔ میرے نزدیک اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے معاملات پر نظر رکھنے کی بجائے دوسرے ممالک کے معاملات میں کسی حوالے سے دخل اندازی کر رکھی ہے ۔ بالخصوص 1977 کا جو مارشل لاء نافذ ہوا تو اس زمانے سے یہ سلسلے شروع ہوئے یعنی افغانستان میں مداخلت وغیرہ ابھی تک وہ ہمارے لئے عذاب بنا ہوا ہے۔ غیر جمہوری روایات جو ہمارے اندر آئی تھیں ہم اب تک ان کو ختم نہیں کر سکے ہیں۔ جہوری کلچر ابھی تک ہمارے ملک میں فروغ نہیں پا رہا ہے ۔ دوسرا جو میرے نزدیک اس کا اہم factor ہے وہ یہ ہے کہ جو ہم سیاسی محاذ آرائی کا محاذ کھولے ہوئے ہیں اس قسم کی محاذ آرائی کبھی پہلے دیکھنے میں نہیں آئی ہے۔ اب اپوزیشن اور حکومت کسی مسئلے پر بھی مل جل کر بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تیسرا سبب اس کا یہ ہے کہ ہمارے ہاں لاکھوں کی تعداد میں افغان مہاجرین اور سندھ میں بالخصوص غیر ملکی ہیں اور جو ہمارے Immigration والے لوگ ہیں وہ بد بخت پیسے لے کر جس کردار کا بھی کوئی مالک ہو اس کو شناختی کارڈ ' پاسپورٹ وغیرہ دے دیتے ہیں ۔ وہ ہمارے پاسپورٹ پر باہر جا کر اور زیادہ بدنامی کرتے ہیں ۔ جب وہ ان پاسپورٹ کے ساتھ پکڑے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ پاکستانی ہیں۔ اصل میں وہ پاکستانی نہیں ہوتا اور وہ کسی اور ملک کا شہری ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب ! آپ پشاور سے ہٹ کر کراچی پر آ گئے ہیں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب ! یہ دہشت گردی کے اسباب ہیں ۔ میں کہتا ہوں جب تک آپ وہ اسباب دور نہیں کریں گے تو یہ معاملہ صرف پشاور تک محدود نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ آج پشاور پر رکھیں پھر کراچی پر موقع آئے گا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جناب! آپ اس کی وجوہات بھی دیکھیں اور اس کا حل بھی سوچیں۔ اگر ہم صرف بات کر کے اس کو چھوڑ دیتے ہیں تو پھر اسکا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میری آپ سے یہ عرض ہے کہ اس کے بارے مجھے تھوڑا سا موقع دیں اور میں مختصر عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں پشاور پر بولیں تو موقع مناسب ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: میں پشاور پر ہی عرض کر رہا ہوں۔ میں اس لئے عرض کررہا ہوں کہ یہ سارے معاملات ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں ۔ آخر دہشت گردی ہو رہی ہے ناں جناب۔ یہ جو لاکھوں کی تعداد میں بیروزگار نوجوان ہیں' ڈگریاں لئے پھر رہے ہیں ' یہ مسائل ہیں ناں جناب' جس کی وجہ سے لوگ غلط راستے پر چلے جاتے ہیں۔ یہ ملک کے اندر اسے مذہبی کشیدگی کہیں ' فرقہ واریت کہیں' منافرت کہیں' یہ ساری مشکلات ہیں ناں جناب۔ یہ سارے مل کر ایک الجھن کی طرف ہم جاتے ہیں ۔ اگر ہم ایک سیدھے راستے سے جائیں۔ جمہوری کلچر کو اپنائیں اور سیاست میں رواداری کو اپنائیں' پارلیمنٹ کو اہمیت دیں اور تمام معاملات کو پارلیمنٹ کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کریں' پارلیمنٹ کی بالادستی قائم کریں' ملک کے اندر جمہوری کلچر کو develop کریں' جمہوری روایات کے لئے سب جدوجہد کریں تو معاملہ بہتر ہو سکتا ہے۔ یہاں تو مسئلہ یہ ہے کہ اپوزیشن حکومت کے گلے میں ڈال دیتی ہے کہ جی حکومت ناکام ہوگئی ہے اور حکومت یہ کہتی ہے کہ میرے ساتھ حزب اختلاف کا کوئی تعاون نہیں ہے۔جناب والا! یہ سارے معاملات ایسے ہیں کہ ایک پارٹی کے بس سے باہر ہیں۔ ایک جماعت اس کو حل نہیں کرسکتی ہے' چاہے کوئی بھی گورنمنٹ میں ہو۔ یہ سارے اہم معاملات ہیں۔ ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم ایک فضا ہموار کریں' ایک سازگار ماحول پیدا کریں۔ کیونکہ اس طرح کے دھماکے تو پھر اور جگہوں پر بھی ہوں گے۔ بدقسمتی سے ہمارے نہ چاہنے کے باوجود ملک کے عوام ان مشکلات سے دوچار ہوں گے تو کیوں نہ ہم اس پشاور کے واقعہ سے تھوڑا سا سبق

لیں اور اس کا تجزیہ کرتے ہوئے ہم ایسی پالیسی کیوں نہ اپنائیں جہاں------ میں تو کہتا ہوں چھوٹی جماعتوں سے بالخصوص' چاہے وہ حزب اختلاف کے ساتھ ہیں یا حزب اقتدار کے ساتھ ان سب کو مل کر یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان بڑی جماعتوں کو مذاکرات کی میز پر تو لائیں' ان کو یہ تو بتائیں جناب والا! سب مل کر ان معاملات کو حل کرسکتے ہیں اور یہ تشدد ہے' بیروزگاری ہے' مہنگائی ہے' ظلم' زیادتی ہے' کلاشنکوف کلچر ہے' بدامنی ہے' یہ سب معاملات کا تعلق ہماری سیاست سے ہے۔ اگر ہم سیاست کو اور ایوانوں کو اہمیت دیں گے' Rule of Law کی بات کریں گے' قانون کی بالا دستی کی بات کریں گے----

اب تو یہ ہے کہ قانون کی نظر میں بڑے لوگ تو بالکل مستثنیٰ ہیں۔ اگر ان کی گاڑی آپ روک لیں تو غصے ہوجاتے ہیں ' چار گالیاں دے دیتے ہیں اور غریب آدمی کے گھر کی تلاشی' جامعہ تلاشی ساری ہوجاتی ہے اگر اس نے کوئی گناہ بھی نہ کیا ہو۔ یہ جو معاشرے میں اتنی ناہمواری ہے ' اقتصادیات کے حوالے سے ایک طرف تو کروڑ پتی ہے لکھ پتی ہے ' دوسری طرف ایک بدبخت کو اس ملک میں دو وقت کی روٹی نہیں ملتی ہے۔ تو جناب والا! یہ مسائل ہیں۔ اگر ان مسائل پر ہم لوگ توجہ دیں گے ' سوچیں گے ٹھنڈے دل سے ' ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے' پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے ' میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی مشکلات ہم لوگ حل نہیں کرسکتے۔ تو یہ سارے معاملات کو بجائے سڑکوں پر ----میری تمام parliamentarians سے یہ استدعا ہے کہ ان تمام معاملات پر معزز ایوان میں بیٹھ کر' ٹھنڈے دل سے' مل جل کر' ایک ملک کے ذمہ دار شہری کی حیثیت سے ' ایک ذمہ دار Member Parliament کی حیثیت سے ہم سوچیں اور ان کے لئے حل تلاش کریں۔ آخر میں میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا۔

جناب چیئرمین: جناب شہزاد گل صاحب۔ غیر حاضر ۔ اب یہ لسٹ تو مکمل ہوچکی ہے ۔ تو آپ کے نام آج آئے ہیں' میں کیسے نئے نام لے لوں۔

جناب الیاس احمد بلور: جناب پشاور کا سانحہ ہے' میں پشاور کا رہنے والا ہوں جناب۔ شہزاد گل کی جگہ مجھے موقع دیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں ! اب کل جب ہم نے نام لیئے تھے اس کے مطابق

اب کم از کم پندرہ منٹ منسٹر صاحب کو بھی دینے چاہئیں۔ تو میرا خیال ہے اس طرح کرتے ہیں کہ جن جن حضرات کی پارٹی کے ممبران نہیں بولیں ان کو پانچ پانچ منٹ دے دینے چاہئیے۔ آپ کی پارٹی کے تو اجمل خٹک صاحب بول چکے ہیں۔ جی خلیل الرحمٰن صاحب۔ آپ کے تو بول چکے ہیں۔ آپ کے تو منسٹر صاحب بات کریں گے آپ کی جانب سے ۔ چلیں خلیل الرحمٰن صاحب۔

جناب خلیل الرحمٰن ، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ بہت کچھ کہا گیا میں آپ کو وہاں کا آنکھوں دیکھا حال سناتا ہوں۔ چیئرمین صاحب وہاں ایک بڑی ٹھنڈی ' ایک تاریک اور کچھ غمگین سی شام تھی' میں گھر میں تھا تو وہاں پر میرے گھر میں ایک شیشہ ٹوٹا اور اس کے بعد ایک بڑا ہولناک دھماکہ ہوا۔ اگر کوے کی اڑان سے دیکھیں تو میرا گھر وہاں سے تقریباً آدھا میل بنتا ہے۔ بہر حال جب میں وہاں پہنچا تو ایک حشر کا سماں تھا۔ محشر برپا تھی' ایک قیامت صغرا کا منظر نظر آیا وہاں پر۔ گاڑیاں جل رہی تھیں دھوئیں اورشعلوں کے غبار لپٹ رہے تھے۔ وہاں پر اسی میں ہی انسانی جسموں کی سڑاند کی بو آرہی تھی۔ انسانی جسموں کی سڑاند آ رہی تھی انسانی اعضاء بکھرے ہوئے پڑے تھے اور مجھے پورے کے پورے بدن وہاں جھلسے ہوئے نظر آئے ۔ جائے دھماکہ کے قریب تقریباً دو سو میٹر کے ایریے میں جو حالت تھی وہ بالکل دیکھنے والی تھی۔ Complete destruction and demonstration تھی وہاں پر اور جو لوگ جن کے پیارے اور دلارے اس حادثے میں گم ہو چکے تھے' جناب آپ نے انہیں دیکھنا تھا کہ وہ کس حالت میں سرگرداں وہاں پر پھر رہے تھے چیخ رہے تھے پکار رہے تھے اور ان کے چہرے کے تصورات اگر کسی نے دیکھ لئے ہوتے توساری عمر انہیں یاد رکھے گا تو جناب یہ scene میرے دل و دماغ پہ ابھی تک ہے جو میں نے وہاں دیکھا۔

جناب والا! گذشتہ دو مہینے میں پشاور میں بارہ دھماکے ہوئے لیکن جو آخری دھماکہ جو ان ظالموں نے کیا اس میں کافی نقصان ہوا ہے ۔ سرکاری ذرائع جنہوں نے یہ کہا ہے کہ ہلاک شدگان کی تعداد 60 ہے میرے خیال میں یا تو وہ گھاس کھائے ہوئے ہیں یا ہمیں گھاس کھلا رہے ہیں کیونکہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے اور کچھ لاشیں تو اتنی مسخ ہو چکی ہیں کہ ان کے پہچانے جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس کے علاوہ جو زخمی ہوئے ہیں معذور ہوئے ہیں ان کی تعداد 100 سے کہیں اوپر ہے۔ جوکہ انہوں نے کہی ہے۔ لیکن سر! جتنی اذیت اس حادثے

سے ہوئی ہے یقین مانیئے اس سے زیادہ اذیت ان statements سے ہوئی جوکہ حکومت نے اور کارندوں نے دی ہیں۔ جس میں انہوں نے ایک مکینکی انداز میں وہی political قسم کی statement دی اور ہمیں خوش کرنے کی کوشش کی جیسا کہ ہمارے ایک خوبرو وزیر نے کل کہا تھا۔

جناب چیئرمین! یہ جو ہمیں assurances دیتے ہیں یہ بالکل meaningless ہو جاتی ہیں اگر انہیں حقیقت کی روشنی میں دیکھا جائے ۔ یہ کہتے ہیں بڑا برا کام ہے اس کی تہہ میں پہنچیں گے ان کو پکڑیں گے فلاں کریں گے انعام دیں گے صاحب ہوتا کچھ نہیں ہے اور ہوتا کیا ہے کہ اس کے عوام کو اس سے چڑ آ جاتی ہے اور جن لوگوں کو یہ صدمہ ہو ان کو اس سے بھی زیادہ چڑ آتی ہے۔ جناب N.W.F.P نے افغان جہاد میں سب سے زیادہ نقصان اٹھایا ہے۔ وہاں پر تقریباً 600 دھماکے ہوئے ہیں جس میں 500 دھماکے صرف پشاور میں ہوئے ہیں اور پشاور ان کا ہمیشہ سے main ہدف رہا ہے۔ افغانی مہاجرین کے علاوہ یہ جو کچھ ہوا ہے پشاور نے یہ suffer کیا ہے۔ حکومتی ادارے وقتاً فوقتاً warning دیتے رہے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ یہاں یہ ہونے والا ہے لیکن ہماری law enforcing agencies فرنٹیئر کی ہیں۔ جناب ان کے کان پر جوں نہیں رینگتی وہاں پہ corruption کا دور دورہ ہے اوپر سے لے کر نیچے تک یا تو پولیس اس میں لگی ہوئی ہے یا وہ سیاست کو ٹھیک کرنے میں لگی ہوئی ہے اور جب تک یہ نہیں ہوگا جناب کوئی امید نہیں ہے ہمارے لئے۔ جناب بابر صاحب وہاں گئے تھے ان کے ساتھ US کے قونصل جنرل تھے۔ میرے خیال میں جو انہوں نے امریکیوں کو FBI کی خدمات کی سپردگی کو سراہا ہے تو میرے خیال میں شاید یہ وجہ ہو کیونکہ یہ اخبار میں آیا ہے جناب بالکل وہاں پہ آیا ہے اور اگر ہماری law enforcement agencies جناب اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی تو انہوں نے کیوں اپنے آپ کو ان جدید تکنیکی طریقوں سے آراستہ کیا جس سے اس کو اچھی طرح سے counter کر سکیں۔ میرے تو خیال میں جناب یہ کرنا چاہئیے کہ پولیس کی یہاں چھٹی کر دی جائے اور یہ imports unnecessary بند کر کے ان پیسوں سے باہر سے پولیس کو منگواتے ہیں۔ to look after us, atleast یہاں پر corruption تو ختم ہو جائے گی ۔ Sir ' ایک طرف ہم ایٹم بم بنانے کو تیار بیٹھے ہیں either ایک screw tight کرنے کی بات ہے یا ایک screw loose کرنے کی بات ہے اور کہا بھی یہ ہے کہ باہر کے لئے اندرونی تفتیش کے لئے ہم باہر کے اداروں کا سہارا لے رہے ہیں یہ کوئی تک نہیں بنتی ہے۔ جناب ان حالیہ دھماکوں

سے چند چیزیں ظاہر ہوئی ہیں ان میں سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ دہشت گردوں کا علم اور ان کی دانش ہمارے اداروں سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ وہ اپنا کام perfectly کر کے جاتے ہیں اور کبھی پکڑے نہیں جاتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب جب ایک دفعہ دھماکہ ہو جائے تو ہماری law enforcing agency کی صورت دیکھنے والی ہوتی ہے اور انتظامیہ کی حالت اس سے بدتر ہوتی ہے کیونکہ they are not prepared for it تیسری چیز یہ ہے جناب کہ ہماری جو عمارتیں بناتے ہیں یہ لوگ town planner ملک میں بیٹھے ہیں کمبخت کوئی کام نہیں کرتا ان میں کوئی safety ہے نہیں نہ safety ہے نہ fire fighting ہے خاص طور پر شاپنگ سنٹرز اور پلازا میں۔ خدا کے لئے اس کے اوپر بھی کچھ نہ کچھ سوچ بچار کی جائے۔ وارننگ کو یہاں پر بالکل سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا ۔ اور ہماری ایجنسیوں کا ردعمل بالکل زیرو ہے ۔ اور جب یہ سر پر پڑتی ہے تو بالکل there is a total confusion there سر اس موقع پر میں نے دیکھا کہ انتظامیہ بڑی دیر سے وہاں پہنچی ۔ جنرل پبلک نے وہاں پر جتنا کام کیا سر it is unbelieveable ہم کہ رہے تھے افغان involve ہیں ۔ میں نے دو افغان آدمیوں ' جی ۔ ۲۵ آدمیوں کی جان بچائی ہے۔ ایک exhaust fan کو توڑ کے پیچھے سے راستہ بنا کے میں نے ۲۵ آدمیوں کو نکالا۔ لوکل دوکاندار تھے انہوں نے اپنی موٹریں وہاں کھڑی کرکے لائٹیں لگائیں تاکہ روشنی ہوجائے۔ کیونکہ انتظامیہ وہاں روشنی مہیا نہیں کرسکی۔ اور اس کے علاوہ وہاں پہ جو زیادہ تعداد لوگوں کی مری ہے وہ آگ میں جھلس کر مری ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہماری fire fighting team جو تھی its performance was absolutely nil میں نے دیکھا جناب کہ پانی کی کمی تھی حوض پائپ چھوٹے تھے ۔ اور جو پائپ لگائے گئے تھے وہ سارے leak کررہے تھے ۔ اور یقین مانئیے کہ ان میں جو fire fighters تھے they did not know how to use their equipments which was an absolute apathy وہاں پر آرمی بھی آگئی تھی ۔ اور بغیر کسی call کے 'بغیر کسی کے بلائے ہوئے آئی تھی ۔ اور ان کے انجن بھی کام کررہے تھے ان کے آدمی بھی کام کررہے تھے اور وہاں پر کچھ کمانڈوز بھی پہنچ گئے جو کہ سویلین کپڑوں میں تھے ۔ میں نے خود ان سے بات کی تو کہنے لگے کہ ہمیں تو ابھی پتا چلا تو ہم خود بخود یہاں آئے ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب چیئرمین صاحب ! یہ دھماکے ہورہے ہیں ان کا ایک طریقہ کار ہے اب اگر اسے غور سے دیکھا جائے تو ایک pattern سا بن رہا ہے۔ It is an absolute pattern۔

which is forming up تو خدا کے لئے اس کو study کیا جائے۔ اس کو analyse کیا جائے۔ اور سب سے پہلے تو یہ پتا لگایا جائے کہ یہ کروا کون رہا ہے۔ کیا یہ بیرونی ہاتھ ہے اور اگر بیرونی ہاتھ نہیں ہے تو کیا یہ اس میں کوئی disgruntled element ہے، اس ملک کے اندر، وہ کروا رہا ہے یا دونوں مل کر کروارہے ہیں۔ تو اس کا ذرا پتا لگائیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ سر compensation کی بات ہے۔

جناب چیئرمین:۔ آپ ذرا wind up کرلیں جناب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔

جناب خلیل الرحمان:۔ I will just take one second sir یہ compensation کی جو باتیں ہورہی ہیں سر! اس کو ذرا صحیح طرح سے کیا جائے۔ کیونکہ ۱۹۸۵ء کی compensations ابھی تک رہتی ہیں۔ اور last request یہ ہے کہ سر! خدا کے لئے یہ جو ہماری law enforcement authorities ہیں ان کو stupor and lethargy سے نکلنا چاہئیے۔ اور صحیح کام کرنا چاہئیے۔ Thank you very much sir.

جناب چیئرمین:۔ because we have to finish it at 1.45 p.m. میں آپ سے شہزاد گل صاحب گزارش کروں گا کہ چونکہ اجمل خٹک صاحب نے تقریر کرلی ہے، آپ کا پارٹی کا نقطہ نظر آچکا ہے، یحییٰ بختیار صاحب!

جناب یحییٰ بختیار:۔ بہت شکریہ چیئرمین صاحب! سب سے پہلے میں جو، ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نے کہا اس سے پورا اتفاق کرتا ہوں۔ جو انہوں نے کہا

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ضرورت اس بات کی ہے جناب کہ اپوزیشن اور گورنمنٹ مل کر سوچے یہ بڑا serious معاملہ ہے بڑا سنجیدہ معاملہ ہے۔ بڑی tragedy ہوئی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ذمہ دار تھے آپ کے علاوہ ممکن ہے گزشتہ گورنمنٹ ذمہ دار ہوں۔ بات یہ ہے کہ دونوں کو مل بیٹھ کر سوچنا چاہئیے، آپ نے دیکھا کہ ہماری Embassy کو افغانستان میں توڑا گیا اور ہم روز دیکھتے ہیں کہ یہاں سے راکٹ جاتے ہیں۔ اور کابل میں بیچارے citizens کو مارا جاتا ہے۔یہ کون کررہا ہے۔ سوچیں کوئی آپ کا enemy ہے۔ دونوں کا enemy ہے۔ اس کا ہاتھ بھی ہوگا۔ تو میں آپ کا

زیادہ ٹائم نہیں لوں گا ۔ ممکن ہے ربانی صاحب ٹھیک کہتے ہوں ۔ کہ ہم interfere کرتے ہیں ۔ ممکن ہے ۔ مندوخیل صاحب ٹھیک کہتے ہوں ۔ کہ کچھ puppet Government بٹھانے کی کوشش ہورہی ہے ۔ میں نہیں جانتا کچھ ، جس میں evidence نہ ہو اس بارے میں کہنا غلط بات ہے ۔ کیونکہ جو پٹھو pupppet بٹھائے گا ۔ وہ پٹھو اس کے خلاف جائے گا ۔ پٹھو کبھی کسی کا ساتھ نہیں دیتا ۔ اس لئے یہ کوشش نہیں کرنی چاہیئے ۔ اور مجھے امید ہے کوشش نہیں ہورہی ۔ بہر حال میری ایک Request ہے کہ ایک کمیٹی جو ہماری موجود ہے ۔ Foreign Affairs Committee اگر سارے ہاؤس میں غور نہیں کرسکتے تو کمیٹی میں مل کے بیٹھیں serious معاملات پر غور کریں ۔ Foreign Affairs کمیٹی کا میں بھی ممبر تھا۔ مجھے پتہ نہیں راجہ ظفرالحق صاحب نے کیسے نکال دیا اور ملک قاسم نے کیسے نکال دیا ہر ایک ممبر کا حق ہوتا ہے ۔ کہ وہ کمیٹیوں کا انتخاب کرے۔ میں Foreign Affairs Committee کا تین سال سے ممبر تھا ۔ ایک دم پتہ نہیں مجھے کیوں اس سے نکال دیا ہے ۔ کیسے نکالا ہے ۔ لوکل باڈی میں رکھ دیا ہے ۔ میں آپ چیئرمین کے پاس گیا تو آپ نے کہا کہ آپ کو کوئی علم نہیں ہے ۔ بالکل نئی بات ہوگی ۔ آپ کو علم نہیں ہم نے ان کو کہا کہ آپس میں فیصلہ کرو ۔ یہ چیئرمین بنا رہے تھے اور چیئرمین کے نشہ میں انہوں نے مجھے بھی نکال دیا۔ تو بہر حال میں پھر Request کروں گا کہ یہ کمیٹی بیٹھے اور اس پر سنجیدگی سے غور کرے ۔ سارے ملک میں یہ terrorism ہورہا ہے اور اس کا خدشہ ظاہر کریں کہ کون ہے یہ foreign power ہے یا اپنے لوگ ہیں۔ شکریہ صاحب۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب، میرا خیال ہے کہ اب آپ میری گزارش مان لیں، حافظ صاحب آپ کے بھی لیڈر نے تقریر کر لی ہے، اجمل خٹک صاحب نے بھی کر لی ہے--- دیکھیں خورشید صاحب بھی give up کر رہے ہیں، اب ٹائم دیکھیں کیونکہ پونے دو تک ہم نے ختم کرنا ہے اگر Minister صاحب کو time نہ دیا تو پھر جواب بھی نہیں دیں گے تو میرا خیال ہے کہ چونکہ آپ کی پارٹی سربراہان نے تقریر کر لی ہے تو اب Minister صاحب سے کہتے ہیں۔ جناب Interior Minister صاحب---

جناب شہزاد گل۔ جناب چیئرمین صاحب، میری ایک گزارش ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے۔

جناب شہزاد گل۔ جناب والا' میری Adjournment Motion بھی ہے تو اس وجہ سے میں یہ گزارش کروں گا ـــ

جناب چیئرمین۔ اچھا' کتنے منٹ لیں گے آپ' دو منٹ۔

جناب شہزاد گل۔ پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں پانچ منٹ تو بہت زیادہ ہیں پھر ان کو وقت نہیں ملے گا۔ دو منٹ میں۔۔ ساری بات تو ہو چکی ہے' آپ کی پارٹی کا موقف بڑی وضاحت کے ساتھ آپ کے لیڈر نے بیان کر دیا ہے۔

جناب شہزاد گل۔ میں ان ہی واقعات کے متعلق چند باتیں گزارش کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ دو منٹ' چلیں دو منٹ کر لیں۔ آپ mover ہیں اس Adjournment Motion کے' اس لیے آپ کو۔۔۔۔۔

جناب شہزاد گل۔ جناب والا' پشاور صدر میں جو بم کا خوفناک دھماکہ ہوا اور یہ جو المناک حادثہ پیش آیا اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے لیکن سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ حکومت کی غفلت' لاپرواہی اور سکیورٹی کے نامناسب انتظامات اس سے زیادہ قابل افسوس ہیں۔ جناب والا' اس سے پہلے یعنی پشاور کے موجودہ دھماکے سے پہلے مہینے دو مہینے میں پشاور میں مختلف جگہ یعنی پانچ چھ چھوٹے چھوٹے دھماکے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود پشاور میں بلکہ سرحد میں ۔۔ اخبارات میں آیا تھا کہ اب مردان کا نمبر ہے لیکن کسی بھی جگہ' کسی بھی ضلع میں ، کسی بھی بڑے شہر میں صوبہ سرحد میں سکیورٹی کے کوئی معقول انتظامات حکومت نے نہیں کئے۔ یہ اور بھی افسوسناک بات ہے' اس کے علاوہ جناب والا' یہ خبر چھپ کر آئی ہے کہ حکومت کو اور ذمہ دار اداروں کو اطلاع پہنچائی گئی تھی کہ پشاور میں چند دنوں میں یا دو تین ہفتوں میں ایک خوفناک تخریب کاری کرانے کا منصوبہ ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ پشاور میں اس قسم کی تخریب کاری ہونے والی ہے۔ اس کے باوجود بھی اخبارات میں آیا ہے کہ جب دھماکہ ہوا تو پولیس والے سر پیٹتے رہ گئے کہ ہم سے غفلت ہوئی ہے۔ تو یہ بھی افسوسناک امر ہے کہ حکومت نے باوجود اطلاع کے' باوجود خبر ہونے کے' معقول انتظامات نہیں کئے اور قیمتی جانیں ضائع

ہو گئیں۔ اس کے علاوہ جناب والا' ایک امر جس کی طرف کمانڈر خلیل الرحمان صاحب نے اشارہ کیا ۔ افسوس ناک بات ہے کہ جب یہ دھماکہ ہوا تو فائر بریگیڈ کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ بروقت فائر بریگیڈ نہیں پہنچا۔ کچھ آرمی سے' پشاور کینٹ سے ' پی ڈی اے سے---' پشاور میونسپلٹی کے فائر بریگیڈ وقت پر نہیں پہنچے اور چار پانچ گھنٹے میں کہیں آگ پرمعمولی سا قابو پایا جا سکا۔ اگر فائر بریگیڈ وقت پر پہنچ جاتا اور آگ پر جلد قابو پا لیا جاتا تو بہت سی قیمتیں جانیں جل کر راکھ نہ ہوتیں۔جناب والا! یہ بھی ایک بہت افسوس ناک امر ہے کہ حکومت سے غفلت ہوئی۔ایک بات---

جناب چیئرمین۔ ہو گئی' وہ تو repeat نہ کریں-- آخری بات ہے----

جناب شہزاد گل۔ ایک بات جو ہماری حکومت کے متعلق ہے۔ باوجود اس کے کہ حکومت انکار کر رہی ہے کہ ہم اور ملکوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کر رہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ حکومت دوسرے ملکوں میں' افغانستان میں' ایران میں' ہندوستان میں مداخلت کر رہی ہے اور جناب والا ! جب آپ اوروں پر پتھر پھینکیں گے تو آپ کو کوئی گلدستے نہیں بھیجیں گے۔ اس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ آپ کے خلاف بھی تخریب کاری ہو گی' آپ کے خلاف بھی آواز اٹھے گی---

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب' بہت مہربانی' Interior Minister صاحب---- شہزاد گل صاحب یہ ساری بات ہو چکی ہے' اجمل خٹک صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر بات کر دی ہے۔ یہ ساری باتیں آ چکی ہیں' بڑی مہربانی' اب Interior Minister صاحب کو سن لیتے ہیں تاکہ یہ آپ کا جواب بھی دیں۔ جی جناب Interior Minister صاحب۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Baber: Sir, in fact, we are the victims of international terrorism. It is through no fault of the Government or the State that these things are occurring over here. Our only fault has been that we have been fighting for human rights in Kashmir. That is one of the major reasons that we are today beset as a victim of terrorism. In other places we have supported Islamic causes. Afghanistan when it was attacked by the Communists, it was Pakistan that played the leading role. Even after that our

endeavour always has been that the government there should be according to the wishes and the aspirations of the people of Afghanistan and that we are, in no way, interfering in forming any government. We have supported United Nations' plan; we have supported the OIC plan and all along we have been going with it, but a perception on the other side, it is unfortunate... It is not our fault and today what happened in the Egyptian Embassy ? Now that was because of problems in Egypt. That was not our problem. But because we expedited certain criminals from here. They thought it fit that they should use our soil for terrorism. The performance of the law enforing agenceis has been extremely good because we have resolved the entire issue. We got the car. We got the man who had the car. The deadbody, that was later on identified belonged to the man who had bought the car. So as far as Pakistan is concerned, now it is upto the Egyptians, they have identified the elements that were behind the incident and it is upto them to take the measures. We are nontheless trying to find out all the other linkages and people who financially supported it or otherwise.

As far as the incident in Peshawar is concerned, it is even more unfortunate because we rendered great sacrifices for the Afghan cause and at the end of the day to be beset with the bomb explosions and killings of our nationals, it is very very unfortunate. But I would say it to the credit of the law enforcing agency that even at that point of time they were alert. They had seen the car; they saw that was wrongly parked. The S.P. traffic lost his children beause when he found that this car was wrongly parked he immediately made a call that this car should be lifted. One of the policemen had gone to open the car to find out as to what was inside and he possibly presumed that it was being used for terrorism and he was trying to open it and get it away from that point. When the

blast came off he lost his children. Apart from that, I mean, they have now informed that the car had come from Karachi. It has been identified. Its number is known. It was L9958, 1974 Model Caralla and that this car has been used. They have got the showroom man. They have been able to identify the two people who are Persian speaking who bought the car at 12.00 that morning. So, the fact is that the law enforcing agencies have not been sleeping.

As far as the fire fighting is concerned, it is within the Cantonment Board area and the Cantonment Boards fire fighting equipment was there readily. After some time the Air Force and the other agencies also joined.

As far as the Army is concerned, they were summoned, they were asked, because in these crisis conditions they are normally requested to come and assist. The other one I think, Comdr. Khalil he raised a point about my accompanying an FBI agent, I am sorry, that was not the case. We have not made any formal request to the FBI except to the extent that when we have the samples of the material that was used that we will pass on to them for only identification of its content and possible source of origion but even the NWFP police did not require becasue they have had two or three seizures in which identical explosives have been used. So, they know what the nature of explosives are? Again Comdr. Khalil has been very uncharitable to the NWFP police because before this Railway line incident happened There were lot of explosives placed and they managed to identify before it went off.

Similarly, Qissa Khani incident, in a PCO some one had designed to put some explosives and that were removed. So, the fact is everyone is trying and I would also request the Opposition that they should help us because it is not only the Government who can alone look after this. The fact is that we are the

victims of international terrorism whether emanates from Egypt or it emanates from Afghanistan. We have not been able to totally establish, that is the Government agencies of Afghanistan or they have other linkages with other people because there are lot of loose people who are roaming around. We are trying to get hold of them, we are at the job. But the fact is that it is a full time job and in the last two-three days, we have had two law and order meetings at the highest level and there we have come to certain conclusions and certain recommendations and I think once they are placed in position we will be able to overcome this problem of international terrorism. So, please bear with us for some time and help us and assist us if you can in any manner. We are not hesitant to get any one's support on these issues. From the Opposition, it would be most welcome, if you come and strengthen our hands and help us to overcome this problem and identify the source of the terrorism or the terrorists themselves. We will actually, be more than welcome and I would welcome it. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you Minister Sahib.

Now we go to the next item on the agenda which is a Bill moved by you Mr. Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani: Sir, General Sahib has to go, so I request that his Call Attention Notice may kindly be taken up.

جناب چیئرمین - Call Attention Notice لے لیتے ہیں ' اشتیاق اظہر صاحب ' آفتاب شیخ صاحب، نسرین جلیل صاحبہ کے نام پر ہے - جی اشتیاق اظہر صاحب۔

CALL ATTENTION NOTICE REGARDING KILLINGS OF MQM LEADERS

Syed Ishtiaq Azhar: Sir, on the unabated killings and murder of the MQM workers and supporters, it is a Call Attention Notice which we, including myself, Mr. Aftab Ahmed Sheikh and Mrs Nasreen Jalil have tabled. I don't want to go in details because the killings of MQM supporters and MQM activists are already on rercord. The newspapers have given it full publicity. Even the foreign media including BBC, Voice of America, Voice of Germany and other agencies have also highlighted the situation. It is very unfortunate that these killings are still going on and infact, whatever killings were done or happened or occurred during the operation clean up were much less than what is being done today in the so called democratic order or period and I think the matter is of utmost importance and should be thoroughly debated in the Senate. This is my view on this Call Attention Notice.

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی، آفتاب شیخ صاحب، غیر حاضر، نسرین جلیل صاحبہ۔

مسز نسرین جلیل۔ جناب چیئرمین! آپ کو اس ہاؤس میں پچھلے 18 ماہ کے دوران کئی مرتبہ اس چیز کو پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے کہ ایم کیو ایم کے کارکناں کا قتل اور extra judicial killings, killings in custody جو ہیں وہ مستقل ہوتی رہی ہیں ---

Mian Raza Rabbani: Question, question.

Mrs. Nasreen Jalil: I beg your pardon. This is a fact.

جناب چیئرمین! اگست ، ستمبر اور اکتوبر کے دوران 54 extra judicial killings ایم کیو ایم کے ورکرز کی ہوئی ہیں اور law enforcement agencies کے آدمیوں نے ایم کیو ایم کے 23 کارکنان کو مارا ہے ۔ میں یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ ۷ اور ۲۶ نومبر کے دوران ۶ ایم کیو ایم کے کارکنان کو مارا گیا ہے ۔ جن کے نام یہ ہیں سعیدالحسن، جاوید امیر الدین اور وسیم احمد کو گل

بہار کے علاقے میں گرفتار کیا گیا اور دو ہزار لوگوں کے سامنے ان کو گولی سے اڑایا گیا ۔ مطلب یہ ہے کہ حکومت کی اتنی دیدہ دلیری ہے کہ وہ ایم کیو ایم کے کارکنان کو گرفتار کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے ان کو گولی مار دیتے ہیں ۔ تو اس میں ملک میں judiciary کی کیا ضرورت ہے ۔Law کی کیا ضرورت ہے ۔ اس پارلیمنٹ کی کیا ضرورت ہے اگر حکومت ہر چیز کو اپنے ہاتھ میں لے کر خود یہ کرنا چاہتی ہے ۔ تو ہمارا یہاں بولنے کا بھی کوئی اثر نہیں ہے کیونکہ آپ کے سامنے متعدد مرتبہ اس بات کو سامنے لایا گیا لیکن کہیں سے اس کا کوئی اثر نہیں ہوا ۔ پھر محمد سعید، ساجد علی صفدر، انور علی مہاجر، خالد رضا، ناصر حسین، عارف حسین، یہ سارے کے سارے ان کو مارا گیا ہے۔

جناب چیئرمین ! اس پر طرہ یہ ہے کہ ایس ایچ او رضا حسن نے جب سعید حسن کو گرفتار کیا تو ان کے عزیزوں کو کہا کہ 70000/ روپے لائیے تو ہم ان کو رہا کر دیں گے ۔16 دسمبر کو انہوں نے یہ پیسے وصول کر لیے اور اس کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے اور 21 دسمبر کو گھر والوں سے کہا کہ آپ لاش اٹھا کر لے جائیں ان کو مار دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین جس طرح سے ناصر حسین اور عارف حسین کو قتل کیا گیا۔ الطاف حسین صاحب کے بھتیجے عارف حسین کے گھر 5 دسمبر کو law enforcement agencies کے لوگ آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو تفتیش کے لئے لے جارہے ہیں ۔ اور ان سے پوچھ گچھ کے بعد ان کو چھوڑ دیں گے ۔ چھ تاریخ کو وہ دوبارہ گھر کے اندر آئے اور ان کے والد ناصر حسین کو ساتھ چلیں لے گئے کہ کچھ نکات پر بات کرنی ہے ۔ اور گھر والوں سے یہ کہا کہ اگر آپ کسی کو بھی یہ بات بتائیں گے کہ ہم انہیں لے گئے ہیں ۔ تو آپ کو بھی ہم لے جائیں گے۔ تو ایم کیو ایم کے دفتر میں جو 90 آفس ہے وہاں پر شعیب بخاری وغیرہ کو سات تاریخ تک یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ الطاف حسین صاحب کے بھائی اور بھتیجے کو اس طرح سے لیجایا گیا ہے ۔ جب معلوم ہوا تو ہر جگہ ہم لوگوں نے اس بات کو پہنچایا اور کہا کہ صاحب ہمیں خطرہ ہے کہ چونکہ اس کا کوئی حکومت نے ایڈمشن نہیں کیا ۔ تو ہو سکتا ہے کہ ان کو اس طرح سے مار دیا جائے۔ کیونکہ بہت سارے واقعات میں ایسے ہوا ہے ۔ کہ یہ لوگ لے گئے ہیں اور لوگوں کی لاشیں ملی ہیں ۔ اور مجسٹریٹ کے سامنے بھی ملزم کو حاضر نہیں کیا جاتا ۔ کہ ان کی custody لے رہے ہیں ۔ اور ہفتوں اپنے پاس رکھ کر ان کو پتہ چلتا ہے کہ پھر مجسٹریٹ کے سامنے لے گئے ۔ تو

آٹھ تاریخ کی شام کو اشتیاق اظہر اور ہم نے صدر سے مل کر ملٹری سیکرٹیری سے مل کر ان سے ہم نے درخواست کی ۔ کہ صاحب ہمیں خطرہ ہے کہ چونکہ رینجرز نے یہ categorical statement دیا کہ ہمارے قبضے میں یہ دونوں نہیں ہیں ۔ ہم نے ان کو گرفتار نہیں کیا اور نہ ہی پولیس نے انہیں گرفتار کیا ۔ لیکن نو تاریخ کو صبح گڈاب میں ان کی لاشیں جن پر ٹارچر کے نشانات تھے اور دس بجے صبح اے ڈی کو فون کرکے گڈاب پولیس سٹیشن والوں نے ان کو جناح ہاسپٹل بھیجوایا ۔ تو نو تاریخ کی صبح کو ان کی bodies مل چکی تھیں ۔ لیکن جب ہمارا آٹھ بجے شام کو کمال اظفر سے رابطہ ہوا ۔ تو فون کرکے بتایا کہ اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے ۔ جبکہ نو بجے رات کو ' اخبار ی نمائندوں نے ایم کیو ایم کے آفس میں فون کرکے یہ بتایا کہ ہمارے پاس تصاویر آئی ہیں ۔ اور لگتا ہے کہ وہ ناصرحسین اور عارف حسین کی ہیں ۔ دس بجے رات کو میری بات ڈی آئی جی سے ہوتی ہے ۔ تو وہ deny کرتے ہیں کہ ہمیں ان اشخاص کا کوئی پتہ نہیں ہے ۔ اور ہم نے ان کو گرفتار نہیں کیا تھا ۔ جبکہ یہ بات صبح سے سب کے علم میں آچکی تھی جناب چیئرمین ! تو اس طرح سے blatently یہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور مارتے ہیں ۔ اور پھر اسی طرح سے denial بھی دیتے ہیں۔ تو میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی ۔ اس ہاؤس سے کہ اگر ہم یہاں بار بار ایک پوائنٹ raise کررہے ہیں ۔ لیکن اس کا حکومت پر کوئی اثر نہیں ۔ تو آپ مجھے بتائیں کہ ہمارا اس ہاؤس کا ممبر ہونے کا کیا فائدہ ہے ؟

جناب چیئرمین ۔شکریہ ۔ جی آفتاب شیخ صاحب ۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔جناب چیئرمین ! مجھے اس نوٹس کا علم ہے اور ظاہر ہے کہ مختصر بات ہوگی ۔ ظاہر ہے یہ بڑا limited ہے ۔ یہ ضروری امر اور ضروری معاملے کے حوالے سے حکومت کی توجہ مبذول کروائی ہے ۔ بات کی تفصیل تو میری بہن نے دے دی ہے۔ جو بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ کہ یہ killings جو ہیں یہ unlimited ہیں ۔ یہ کسی صورت سے رک نہیں رہیں ۔ ایک بات ' روزانہ ایم کیوایم ورکرز اور ان کے سپورٹرز کی ان کے سیکٹر انچارجز کی 'اور عہدیداروں کی لاشیں ' کہیں نہ کہیں 'ادھر یا ادھر ' کراچی کے کسی نہ کسی کونے میں پانچ' چھ ' سات ' آٹھ روزانہ ملتی ہیں ۔ یہ قتل کے واقعات ہو رہے ہیں ۔ یہ دائرہ اب بڑھ کرکے حیدرآباد میں داخل ہوگیا ہے ۔ حیدرآباد کے تمام علاقے گھیرے جا چکے ہیں

۔ اخبارات موجود ہیں ۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ تمام مختلف جگھوں پر pickets لگا دی گئی ہیں ۔ وہاں پر چھاپوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ بڑھا دیا گیا ہے ۔

دوسری اہم بات جو میں کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ اب حکومت نے دیکھا کہ الطاف صاحب کو اب کسی اور طریقے سے نہیں دبا سکتے ۔ کوئی دباؤ کام نہیں کررہاہے ان کے اوپر ، تو ان کی فیملی پر ہاتھ ڈال دیا ۔ دو واقعات تو آپ کے سامنے آئے ناصر اور عارف کا ، جس انداز سے انہیں قتل کیا گیا ۔ ان کے بہنوئی کو اسلام آباد میں رکھا گیا ہے ۔ اور جتنی کسمپرسی کی حالت میں وہ یہاں پڑے ہوئے ہیں۔ گو ان کا سیاست سے کوئی واسطہ نہیں۔ ناصرحسین اور عارف حسین کا کوئی سیاست سے واسطہ نہیں تھا ۔ صرف حکومت یہ چاہتی ہے کہ الطاف صاحب پر دباؤ ڈالا جائے اور دباؤ ڈال کر ان کو مجبور کیا جائے کہ حکومت کے terms پر معاملات طے کرے ۔ محترم وزیر نصیراللہ بابر صاحب جو ہیں ان کا جواب یہی ہے ۔ کہ دہشت گردی کررہے ہیں لہذا ہم یہ کارروائی کررہے ہیں ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ custodian killings کا کیا جواز ہے؟ لوگوں کو ھتھکڑیاں لگی ہوئی ہیں اور انہیں آپ گولیاں مار رہے ہیں۔ جن لوگوں کو آپ نے پکڑا ہے اور آپ کہہ رہے کہ دہشت گردی میں ملوث ہیں تو ان کو عدالتوں میں پیش کریں۔ پیش کرنے کے بعد عدالت اس کا فیصلہ کرے۔ آپ تو خود بخود اپنی تحویل میں لے کر کے جعلی مقابلے دکھا کر کے لوگوں کو گولیاں مار رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کراچی کے تمام تھانے آزاد ہیں۔ میں نے تمام ذرائع سے تصدیق کی ہے اس کے بعد آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ ہر تھانہ ۲ سو سے لے کر ۳ سو افراد کو روزانہ پکڑتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ کلاشنکوف ڈالنا ہے یا TT ڈالیں، بولو۔ ۷۰ ہزار روپے فلاں ، ۵۰ ہزار روپے فلاں کے، ایک لاکھ روپے فلاں کے۔ پوچھتے ہیں کہ کونسا کیس بنائیں تم پر اور اس کے بعد bargaining ۔ پھر جیسے پیسے ملے ویسا کیس داخل کیا گیا۔

جناب چیئرمین! آپ کی حیثیت مسلمہ ہے، دستوری ہے۔ آپ اس کی انکوائری کروا لیں۔ اگر میری بات کو آپ غلط تصور کرتے ہیں۔ تمام تھانے آزاد ہیں۔ جس انداز سے وہاں رشوت کا بازار گرم ہے۔ جو ظلم اور زیادتی ایک پوری آبادی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ یہ ایک مقتدر ادارہ ہے اس کو اس کا نوٹس لینا چاہیئے۔ جو معصوم لوگ ہیں ، جو بے گناہ لوگ ہیں۔ جن کو آپ بھیڑ بکریوں کی طرح لے جا رہے ہیں ۔ ان کے خاندان کے لوگوں سے ، ان کے اسباب کو

فروخت کرکے ، آپ ان سے رشوت کے پیسے لے رہے ہیں۔ یہ کام کراچی اور حیدر آباد میں پوری رفتار سے ہو رہا ہے۔ انہوں نے اب الطاف حسین کی فیملی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اس کی طرف بھی میں آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔ تیسری بات جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس انداز سے یہ قتل ہو رہے ہیں کوئی رکنے کا نام نہیں ہے۔

میں جس دن کراچی سے اسلام آباد آ رہا تھا تو تمام وسائل حکومت نے آفاق کو مہیا کئے تھے۔ بسوں پر بسیں فراہم کی گئی تھیں تاکہ آفاق گروپ کراچی میں جلسہ کر سکیں۔ میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ حکومت کئی options پر کام کر رہی ہے۔ مذاکرات میں حکومت سنجیدہ تھی نہ آج ہے اور نہ مستقبل میں اس کے کوئی اثرات ہیں۔ چھاپے ، گرفتاریاں ، آفاق گروپ کو مضبوط کرنا ، تیسری ایم کیو ایم کا بنانا ، الطاف حسین صاحب کو extradite کرانے کی کوشش اور پھر ethnic killings کرا کر کے یہ impression دینا کہ MQM جو ہے وہ ethnic لوگوں کو مار رہی ہے ۔ MQM کے جو اتحادی ہیں ان کے دلوں میں برائیاں ڈالنا ، یہ سب options ہیں جن پر حکومت کام کر رہی ہے۔ ہم نے یہ نوٹس اس لئے پیش کیا کہ یہ مقتدر ادارہ ہے ، اس کو معلوم ہو کہ کراچی میں کیا ہو رہا ہے۔ حیدر آباد میں کیا ہو رہا ہے۔ سندھ کے شہری علاقوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر آپ اس کا نوٹس نہیں لیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ معاملات میں بہت دیر ہو جائے ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ وزیر داخلہ صاحب۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, I have as a fertile mind as they have and I cannot be as expressive but I would only say that I have at all times paid tribute to the elders of the Urdu speaking gentlemen who made a lot of sacrifices for the creation of Pakistan, they are on record, the leadership stemmed from there, they were the ones who created Pakistan. Unfortunately a small group known as Altaf Group has gone waywared and they have taken up arms against the State. It is not a question of only today but for the last tweleve or thirteen years Karachi and Sindh the Urban areas of Sindh

have experienced this calamity. There have been no extra-judicial killings. What has happened is that they have taken up arms against the State and they challenged the law enforcing agencies and it is only in encounters that they have been killed as terrorists. I would like to go on record as far as the brother of Altaf Hussain I am very sorry that Mr. Arif Hussain or Nasir Hussain were killed that was not due to our fault. It was possibly by other agencies becasue a week before that what happened, Abdullah Shah the Chief Minister's brother was killed who had an Urdu speaking wife, who was living in an Urdu speaking area and he had given a job also to Arif Hussain. The fact is that there was no enmity between the elements but some people did want peace in Karachi and possibly it were those people who brought this about. As far as the Afaq group is concerned we have never sponsored them, I would be the last one to encourage them. And if they had a public meeting I have gone on record in Karachi saying that let MQM also come out and have public meetings I will give them full security and full protection but they should drop the weapons and the arms. They should come without arms, without weapons they are more than welcome to come on to the main stream politics, I will support them, I will give them security and I will be responsible for any casualty that happens if it does happen in those public meetings. That is why we want to bring them into the main stream and that is why my reqeust is that please drop the arms, give up terrorism, you are part ofus. It does not help me at all or it does not encourage me at all that I should be killing my own kith and kins but since they have taken up arms against the State it is the law enforcing agencies responsibility that they have to protect the common man. After all we are with the people from Musa Colony, the other day two people from Dera Ghazi Khan two Sindhis and someone else. Now

what crime had they committed? Did they have no human rights? Were they not protected by the same Constitution and the same law? So it is only in that context that the law enforcing agencies are acting and whenever they find someone armed and fire at them they have the right of self defence and they have to fire back and that is where the casualties are occuring. It is no pleasure to me, it is no pleasure to the government, it is no pleasure to the State that these things are happening I would again request them that give up terrorism, give up the path of arms and we will sit together and we have to sit together because it is a political problem and we have to find a political solution that is why the talks are taking place, there are administrative problems we can overcome those also. But first, forsake the path of terrorism, the path of arms - we receive you with open arms, please sit with us and we will resolve the problems.

Mr. Chairman: Thank you.

Prof. N. D. Khan: Sir, I have to say a few words.

Mr. Chairman: I don't want to create a precedent. Call attention, mover,

جواب آ گیا ختم ہوئی بات ۔ جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب وزیر داخلہ نے یہ فرمایا ہے کہ الطاف صاحب کے بھائی اور بھتیجے could have been killed by other agencies, یہ الفاظ استعمال کئے ہیں other agencies سے ان کا کیا مطلب ہے ؟

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I said there could be the other elements in Karachi who do not want peace in Karachi. There are lot of people who are interested in that, it could be anyone.

Mr. Chairman: Yes Raza Rabbani Sahib item No. 3.

آپ نے move تو کر دیا تھا میرے خیال میں -

Mian Raza Rabbani: It was moved and it was opposed also yesterday.

جناب چیئرمین- یہ ہے کیا؟

میاں رضا ربانی- میں عرض کر رہا ہوں جناب-

Sir, this was a Bill that was originated in the National Assembly of Pakistan and it was passed by the National Assembly and then it was transmitted to the Senate and it is now in the Senate for consideration.

Sir, this Bill emanates from a judgment of the Peshawar High Court which was issued in the case of State v/s Syed Gulzar Hussain Shah in Criminal Miscellaneous No. 773 of 91. The relevant portion is just a small para if you allow me to read it.

Before parting, this court would also recommend to the Federal Government to make suitable amendment in the Pakistan Penal Code in order to provide a reasonable punishment commensurating with the gravity of the offence of theft like car lifting etc. In this context it is remarked that offences liable to Hadd brought home the accused after the prescribed mode of proof are to be awarded bodily punishment. In case of an offence of Zina liable to Tazir besides imprisonment and fine they have also been prescribed a bodily punishment and strips under section 10 of the offences of Zina enforcement of Hadood Ordinance , 1979. The offences of Theft and Hiba liable to Tazir should also be prescribed bodily punishment and strips alongwith punishment and fine.

Sir, when this judgment came then we appraoched the four Provincial

Governments and the Commissioner of Islamabad. The four Provincial Governments and the Commissioner of Islamabad were of the opinion that in terms of car theft as these incidents had increased it would be a good thing as a deterrent if the punishment in terms of imprisonment and fine was increased but they were of the view that bodily punishment should not be objected. So therefore, keeping that in view Sir, the government moved a Bill in the National Assembly for the inclusion of a new Section 381 (a) and this Bill was taken up in the Standing Committee of Law Justice and Parliamentary Affairs of the National Assembly on June 7th and July 17th and 20th, 1994. The Standing Committee made certain amendments to the Bill which were, to the effect when it finally came out from the National Assembly's Standing Committee and the report was laid, the 381(a) read like this:

"381(a) ; theft of a car or other motor vehicles; whoever commits theft of a car or any other motor vehicle including motorcycle and scooter, shall be punished with imprisonment of either prescription, for a term which may extend to 7 years and with a fine not exceeding double the value of the stolen car or motorcycle".

Sir, this was as passed by the Standing Committee then when the Bill came on to the floor of the National Assembly, two honourale members ; one was the member from the treasury benches, that was the Chairman of the Standing Committee himself and the other was the honourable Deputy Leader of the Opposition. They asked me to include two verbal amendments in the Bill at that stage and keeping in view of our policy of trying to accommodate the Opposition as far as possible in legislation, I agreed. The amendment of Tractor Sir, which you have rightly pointed out, was moved by the Chairman of the

Standing Committee of the National Assembly and the amendment with regard to "not exceeding the value of the stolen car", if you recall Sir, it was "double". Mr . Gohar Ayub was of the point of view that the fine should be, not exceeding the value of the stolen car, so, therefore, we agreed to that and these verbal amendments were taken up and passed and the Bill as passed by the National Assembly has now been transmitted here. So, therefore, I would be grateful to the members of the Senate if it is allowed to be passed.

جناب چیئرمین: جی جناب بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! جو مقصد اس مجوزہ بل میں بیان کیا گیا ہے یا جو مقصد جناب فاضل وزیر قانون نے اس ایوان کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ کار کی چوری زیادہ ہے، سکوٹر کی چوری زیادہ ہے اس لئے ان دونوں کی چوری کے سلسلے میں سزا کو بڑھا دیا جائے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک تو اس قانون سے ان کا منشا یا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ نمبر ۲، جناب والا! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں جہاں تک چوری کے جرم کی سزا کا تعلق ہے، چوری کے جرم کی سزا تو پہلے ہی میرا خیال ہے جو آپ نے تجویز کی ہے اس سے بھی زیادہ ہے۔

جناب والا! اگر آپ اپنے حدود لاء کو ملاحظہ فرمائیں تو ان حدود لاء میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا بھی ہے، اگر دوسری دفعہ کرے تو پاؤں کاٹنا بھی ہے۔ وہ بھی چوری کی سزائیں ہیں اور آپ کے حدود لاء میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ یہ حد جہاں نہیں لگے گی ایسے جرم ہونگے۔ جہاں حد in force نہیں ہوگی اور وہ دو استثنا ہیں ان دو استثنا کے بعد تعزیر آجاتی ہے کہ جہاں حد نہیں ہوگی وہاں تعزیر لگے گی تو وہ بعد میں عرض کروں گا۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ کیا جب یہ نیا قانون آپ لا رہے ہیں۔ آپ نے ایک جرم قائم کیا ہے۔ آپ نے چوری کی تعزیر جو تھی وہ 379 تھی 380 تھی، 381 تھی، اس کے بعد آپ نے 381,(a) ایک نیا جرم ایجاد کیا ہے اور اس جرم کے ایجاد کرنے کے بعد کیا ان معاملات میں آپ حد پر جا سکیں گے، عدالتوں میں یہ سوال پیدا ہونگے کہ جب آپ نے یہ specific جرم قائم کر دیا ہے 381,(a) ایک الگ جرم قائم کردیا ہے تو ہم پر حد نہیں لگ سکتی۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اگر حد لگتی ہے تو وہ آپ کی سزا سے کہیں زیادہ

ہے۔ اگر حد نہیں لگ سکے گی تو یہ غیر اسلامی ہوگا اور پھر اگر ابہام پیدا ہوگا تو پھر عدالتوں کے لئے یہ معاملہ مشکل ہو گا۔

جناب والا! open door ایک رکھا ہوا ہے کہ ہمارے پولیس افسران یہ کہیں گے کہ حد لگوانی ہے یا آپ نے تعزیر لگوانی ہے، یا آپ نے 379 لگوانی ہے، یا آپ نے 380 لگوانی ہے، یا آپ نے 381 لگوانی ہے، یا 381,(a) لگوانی ہے یہ سارے معاملات جو ہیں یہ کھلیں گے۔ اور ایسا قانون بنانا جس سے ابہام پیدا ہو، ایسا قانون بنانا جس میں کہ کسی پرانے قانون سے تصادم ہونے کے امکان ہوں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اچھا قانون نہیں ہوتا۔ ہم جناب والا! اس بات کے حق میں ہیں کہ چوری ختم ہونی چاہیئے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ car lifting نہ ہو، ہم یہ چاہتے ہیں کہ سکوٹر نہ اٹھائے جائیں اس کے لئے ایسے قانون ہوں جن سے ان کا قلع قمع یا سدباب ہو سکے لیکن جناب والا! اس کے لئے طریقہ کار موجود ہے اس کے لئے یہ صرف نہیں کہ آپ ایک قانون میں ایک دفعہ کا اضافہ کر کے الگ قانون بنا دیں، الگ offence بنا دیں، الگ جرم بنا دیں تو آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس سے آپ کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ اس سے ایک تو تصادم کا خطرہ ہے۔

جناب والا! دوسری میری گزارش یہ ہوگی کہ اس وقت پی پی سی میں 379 میں چوری کی سزا موجود ہے اور وہ سزا تین سال ہے۔380 میں اگر یہ کار کسی بلڈنگ میں ہو، کسی vessel میں ہو، کسی ٹینٹ میں ہو اس کی سزا پہلے ہی سات سال موجود ہے۔ پھر جناب والا! اگر robbery ہو اور عام طور پر کار کی robbery ہی ہوتی ہے۔ تو اس کی سزا دس سال ہے اور وہ 392 ہے اور اگر robbery ہائی وے پر ہو، اگر جاتے ہوئے کوئی مجھ سے کار چھین لیتا ہے تو اس کی سزا چودہ سال ہے۔ جناب والا! کون سا تیر مار رہے ہیں جب چودہ سال سزا موجود ہے، دس سال سزا بھی موجود ہے ، سات سال سزا بھی موجود ہے تو کون سی اصلاح معاشرے میں لا رہے ہیں یا کون سی سزا ایجاد کر رہے ہیں کہ ہم نے سزا بڑھا دی ہے۔ سزا صرف انہوں نے اس کی بڑھائی ہے کہ اگر سڑک پر ایک کار کھڑی ہے اور کار کو کوئی چوری کر کے لے جاتا ہے اور وہ 379میں آتی تھی تو 379 کی سزا اس صورت میں ہو گی صرف سزا تین سال کی بجائے سات سال ضرور ہوگی۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں نے جناب والا! وہ میں تھوڑی سی بعد میں عرض کروں گا۔ ڈکیتی ہے ، ڈکیتی کی سزا imprisonment for life ہے اگر کوئی ڈاکہ ڈال کر کار لے جاتا ہے تو اس کی سزا چودہ سال ہوگی۔ سزائیں پہلے ہی، ہاتھ کاٹنے سے، پاؤں کاٹنے سے، imprisonment

for life سے ' چودہ سال سے ' دس سال سے سات سال پہلے ہی سزائیں موجود ہیں اگر کوئی جرم ان حالات میں کرے ' لیکن صرف اگر سڑک سے اٹھا کر چوری کرے۔ اگر لے جائے۔ میرے گیراج سے کرتا ہے تو وہ تو سات سال پہلے ہی سزا موجود ہے۔ اگر میرے گھر سے اٹھا کر لے جاتا ہے تو وہ بھی سات سال پہلے ہی سزا موجود ہے۔ لیکن صرف ایک eventuality کو وہ cover کرے گا کہ اگر سڑک پر کھڑی ' یا کہیں پارک کی ہوئی گاڑی کو کوئی چوری کر لیتا ہے تو اس کی تین سال کے بجائے صرف چوری کی سزا سات سال ہو گی۔

لیکن جناب والا! یہ قانون بناتے وقت یہ بھی خیال نہیں کیا کہ جن حالات میں یا جس چیز کے لئے ہم یہ سزا کو بڑھا رہے ہیں' یا تین سال سے سات سال بڑھا رہے ہیں کیا ہم وہ سزا دے سکیں گے۔ انہوں نے جناب دو قوانین اس قانون کے ذریعے ترمیم کر دیئے ایک پینل کوڈ کو ' اور ایک کرمنل procedure کوڈ کو۔ ایک تو ویسے یہ چیز غلط ہے کہ کرمنل لاء کا نام دے کر دو statute تین statute چار statute یہ ایک نئی ریت نکل پڑی ہے۔ اور پتہ نہیں یہ لاء منسٹری تو محسوس نہیں کرتی لیکن ججز اور وکلاء سب یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایک قانون کے ذریعے چار قانون بدل دیئے جاتے ہیں۔ کل آپ سول لاء کا ایک بل لے آئیے اور دس قانون اس میں بدل دیجئے۔ اور limitations کو بھی بدل دیجئے۔ civil procedure کو بدل دیجئے۔ اور بھی بہت سے قانون بدل دیجئے۔ یہ روایت درست نہیں ہے۔ یہ جناب والا قانون سازی کا صحیح اصول نہیں ہے کہ آپ ایک قانون کے ذریعے دو تین قانون بدل دیتے ہیں۔ لیکن چلیئے آپ نے یہ بدلا اور اس میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں تو جہاں آپ نے سزا بڑھائی تھی اس کے بعد آپ نے criminal procedure کے شیڈول کو بھی ترمیم کیا۔ اور criminal procedure کا شیڈول تبدیل کرتے ہوئے آپ نے یہ لکھا کہ یہ جرم قابل سماعت عدالت سیشن یا مجسٹریٹ درجہ اول ہوگا۔ اب ظاہر ہے جناب کو تو بہت اچھی طرح علم ہے کہ جب قابل ضمانت مجسٹریٹ درجہ اول لکھا جائے گا تو چالان مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں ہی دیا جائے گا۔ یہ 381,(a) جو add ہوا ہے یا جو ایجاد کیا گیا ہے۔ اس کا چالان پولیس درجہ اول کی عدالت میں پیش کرے گی۔ تو مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات کیا ہیں۔ کیا مجسٹریٹ درجہ اول سات سال سزا دے سکے گا۔ وہ چھ سال قید کر سکے گا۔ وہ پانچ سال کی سزا دے سکے گا۔ جناب والا! نہیں ۔ criminal procedure court کی دفعہ 32 کے تحت ایک مجسٹریٹ درجہ اول صرف تین سال تک سزا دے سکتا ہے ۔اور

وہ تین سال تک کی سزا دے گا اور اگر تین سال تک سزا دے گا 'تو اس کا نتیجہ جناب والا! یہ ہو گا کہ وہی سزا رہے گی جو پہلے 389 میں pakistan penal code میں موجود تھی ۔ جو مقصد آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ اس کو سات سال سزا دی' ہم کہیں جی کہ سزا بڑھا دی ہے آپ نے سزا بڑھائی اور دوسری طرف اس میں trial کرنے والا ' اس اختیارکو استعمال کرنے والے ٹربیونل کو اختیار نہیں ہے کہ وہ تین سال سے زاہد سزا دے سکے اور اگر وہ تین سال سے زاہد نہیں دے سکے گا تو اس قانون کا کیا عمل ہو گا آپ کے اس قانون سے معاشرے کو کیا ملے گا اگر تین سال ہی سزا دینی ہے تو 379 پہلے ہی موجود تھی ' اور وہ 379 میں سزا تین سال دے سکتا ہے ۔ تو اس لحاظ سے میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے یہ جو claim کیا ہے یا یہ جو جناب والا! نیشنل اسمبلی سے قانون پاس کرواکر ہمارے پاس لے آئے ہیں کہ اس سے جناب والا! اصلاح ہو جائے گی اس سے کاروں کی چوری رک جائے گی 'اس سے کار چوروں کو زیادہ سزا مل سکے گی یہ جناب والا! ممکن نہیں ہے ۔ موجودہ صورت میں یہ ممکن نہیں ہے تاوقتیکہ اس کو تبدیل نہ کیا جائے تاوقتیکہ وہ الفاظ حذف کر دئیے جائیں کہ یہ مجسٹریٹ درجہ اول کی قابل سماعت ہو گا سیشن جج کے قابل سماعت رکھئیے ٹھیک ہے ' آپ سات سال سزا دےسکیں گے ' مجسٹریٹ سیکشن 30 کی پاور کو اگر اس میں Introduce کیجئیے تو اس کے لئے ترمیم ضروری ہے تو ترمیم کے لئے میرے دوست جناب فاضل وزیر قانون صاحب کہیں گے کہ نہیں جی اس بل کا تو ایک comma بھی نہ بدلیں اس کا ایک ہجہ بھی نہ بدلیں ۔

(اوراس موقع پر آذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی جناب بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! گزارش یہ کر رہا تھا کہ یہاں ایک ریت چل نکلی ہے وہ یہی کہ جو بل وہاں سے آئے اس میں یہاں ترمیم نہ کریں اور جو بل یہاں سے آئے اس میں وہاں ترمیم نہ کرو اور یہ unconstitutional اور غیر آئینی طریقہ ہے جناب والا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر ہم نے کوئی بل پاس کیا ہے تو اس میں National Assembly کوئی improvement نہیں کرسکتی ۔ یا اگر قومی اسمبلی نے کوئی بل پاس کیا ہے تو ہم اس میں کوئی improvement نہیں کرسکتے کیونکہ آئین نے Joint Sitting اور Joint Sitting کو بل refer

کرنے کی اسی لئے provision رکھی ہے کہ جتنے بھی ایسے بل ہوسکیں جتنی بھی improvement اس میں ہوسکے وہ improvement کی جائے اور گورنمنٹ اس سے گھبرائے نہیں ۔گورنمنٹ اپنی performance میں کوئی یہ کمی محسوس نہ کرے کہ یہ ہمیں joint sitting میں دوبارہ لے جانا پڑے گا اور Joint Sitting بلانا پڑے گی۔ Joint Sitting آئین کی ایک شق ہے اور Joint sitting میں بل کا پاس ہونا یا Joint Sitting میں بل کا through ہونا میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی بری بات نہیں ہے ۔تو اس لحاظ سے میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جو کچھ مقصد اس سے حل کرنا چاہتی ہے گورنمنٹ، اس بل سے اس کا مقصد حل نہیں ہوگا ۔اور اس سے اس کی سزا نہیں بڑھے گی اور سزا وہی تین سال کی تین سال رہے گی لیکن کاغذوں میں یہ کارکردگی حکومت کی آ جائے گی کہ ہم نے تین سال سے بڑھا کر سزا سات سال کردی ہے ۔اور جناب والا! سزاؤں سے کچھ نہیں بنتا، سزائیں کتنی بھی آپ بڑھا لیں۔ سوال ان کی execution کا ہے سوال اس کے عملدرآمد کا ہے ۔ سوال اس کے صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کا ہے جناب والا جب تک آپ کی ایجنسیز، جب تک کہ آپ کی پولیس، جب تک کہ آپ کا معاشرہ قانون کا احترام نہ کرے گا، قانون کو آپ خواہ کتنا ہی گھمبیر بنا لیں، خواہ کتنا ہی سخت بنا لیں جب تک آپ کی Agencies درست نہ ہوں گی اس وقت تک وہ مقصد حل نہیں ہوگا یہاں بیٹھ کر جتنی مرضی ہے اس کی سزائے موت رکھ دو لیکن اگر آپ کی پولیس درست نہیں ہے ، اگر آپ سزائیں دلوانے میں کامیاب نہیں ہوسکتے ، اگر آپ اپنے قانون کا احترام نہیں کروا سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ Legislation اور ان میں سزاؤں کا بڑھانا جو ہے اس سے آپ کا کام نہیں چل سکتا ۔ جناب والا! تیسری گزارش میری یہ ہوگی کہ انہوں نے کار کو اور سکوٹر کو اس میں شامل کر لیا لیکن جناب والا ! رکشہ بھی ایک وہی vehicle ہے جو موٹر سے چلتا ہے جناب والا ہمارے Agricultural Tubewell کی موٹریں اتاری جا رہی ہیں اور جناب والا ! ٹرانسفارمر تک اتارے جا رہے ہیں لیکن ان کے متعلق تو کسی کو خیال نہیں آیا کہ اس کی چوری کے لئے اس کو بھی اس میں شامل کردیتے ۔ جناب والا ! ٹرانسفارمر میں یعنی واپڈا کے سابقہ ملازمین یا موجودہ ملازمین ٹرانسفارمر میری موٹر پر لگا ہوا ہے ، اتارتے ہیں اس میں سے پیتل اتار کر لے جاتے ہیں اس کو بیچ دیتے ہیں اس میں دو چار ہزار روپیہ کما لیتے ہیں اور واپڈا مجھے کہتا ہے کہ 36000ہزار روپیہ دو اور ہم تمہارے ٹرانسفارمر کو دوبارہ replace تب کریں گے جب 36000ہزار روپیہ دو گے ۔جناب

والا اب زمیندار کے لئے بھی یہ بات دقت طلب ہے کار کی چوری تو آپ نے prevent کردی اس Legislation سے آپ نے سکوٹر کے لئے تو یہ provision رکھ دی لیکن ان چیزوں کے متعلق بھی تو آپ کو سوچنا چاہیے تھا ۔ فیلڈ میں ایک زمیندار کے لئے ٹرانسفارمر کی چوری ایک اس کی موٹر کی چوری۔ پھر رکشہ کی چوری ان کے لئے تو آپ نے کوئی provision نہیں رکھی۔ شاید یہ آپ بھول گئے ہوں کہ یہ چیزیں غیر ضروری ہیں۔ میرے خیال کے مطابق یہاں صرف یہ کرتے کہ جہاں موٹر استعمال ہوتی ہے اس کی چوری کے لئے ہم provide کرتے ہیں تو وہ شاید سارے cover ہو جاتے لیکن آپ نے spacifically ایک الگ جرم بنا کر اور اس میں specify کرکے کار اور سکوٹر کو آپ نے دوسروں سے بھی exclude کردیا ہے اور دوسری چیزوں کو آپ نے اس میں include نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون نا مکمل ہے ۔ اس میں یہ چیزیں جو ہیں یہ آنی چاہیں پھر جناب والا ! چوتھی گزارش میری یہ ہے کہ اس میں اگر آپ ملاحظہ فرمائیں اس کی

Statement of Objects and Reasons, they have written this that the incident of the lifting of cars and other vehicles including motorcycles are on increase in the country. The owners of the cars and the other motor vehicles feel quite insecure while parking their vehicles in the offices, public places and even in their own houses. The Peshawar High Court in a car lifting case State v/s ....as an order to curb the alarming situation, recommended for providing an enhanced punishment in case of theft of car and other motor vehicles including for assistance in concealment and disposal of such stolen vehicles.

اس میں تو جناب انہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ جو concealment میں یا disposal میں assist کرتا ہے یا abet کرتا ہے اس کے لئے بھی کچھ رکھو ۔ آپ نے تو کچھ نہیں رکھا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ قانون اس judgement کے مطابق بنایا ہے آپ نے concealment کے لئے ، آپ نے abetment کے لئے کچھ نہیں رکھا، آپ نے تو ایک چور کی سزا، صرف تین سال سے سات سال کی ہے ۔ آپ نے اس چیز کو curb نہیں کیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ چوری کرکے لاؤ پھر ان کی disposal کرتے ہیں ، ان کا منافع کھاتے ہیں ان کو تو آپ نے اس جرم میں شامل نہیں کیا ۔ اس judgement کے باوجود ابھی statement of object and reasons

ہونے کے باوجود ' آپ نے مسودہ قانون میں ' اس کے متن میں شامل نہیں کیا اس لئے یہ بل جیسے drafted ہے ' یہ اغراض و مقاصد کے مطابق نہیں - میں سمجھتا ہوں کہ بل کا اغراض و مقاصد کے مطابق ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ جب بھی سوال پیدا ہوتا ہے تو عدالتیں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ legislature کی intention کیا تھی- نیت کیا تھی وہ statement of objects and reasons کو پڑھتے ہیں اور statement of objects and reasons میں ایک چیز موجود ہے لیکن آپ کے متن میں ' آپ کے قانون میں ' آپ کے مسودہ میں وہ چیز موجود نہیں ہے- یہ contradiction نہیں ہونی چاہیئے جو آپ کی منشاء ہے وہ متن میں موجود ہو اور جو آپ کا متن ہے وہ statement of objects and reasons میں موجود ہو- یہ چیز بہت ضروری ہے-

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان سارے معاملات میں باوجود اس بات کے کہ یہ قومی اسمبلی سے پاس ہو کر آیا ہے ' باوجود اس بات کے کہ قومی اسمبلی میں ہمارے بہت فاضل ممبران موجود ہیں ' پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل نامکمل ہے اور نہ یہ judgement کے مطابق ہے ' نہ قانون کے مطابق اور نہ جن خامیوں کی میں نے نشاندہی کی ہے ان کے لئے کوئی سدباب ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جناب رضا ربانی صاحب کا یہ ڈنڈا کہ اس میں کوئی amendment نہ آئے ' اس میں کوئی amendment نہیں آنی چاہیئے ' اس میں کوئی amendment نہ دو اس لئے کہ یہ joint sitting میں چلا جائے گا-

جناب والا' joint sitting میں جانے دیں اچھا بل پاس کریں گے اور اچھی قانون سازی کریں گے تو credit آپ کو ملے گا - جناب والا' ہم تو صرف استدعا کر سکتے ہیں ہم تو صرف تجویزیں آپ کے سامنے پیش کر سکتے ہیں - ان خامیوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ جو کل آپ کو بھی face کرنی ہوں گی ' قوم کو بھی face کرنی ہوں گی' عدالتوں کے سامنے بھی مجبوریاں اور مشکلات آئیں گی اور litigant public کو بھی اس سے دقتیں اور تکلیفیں پیش آئیں گی- اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس مقصد کے لئے یہ بل دیا گیا تھا وہ مقصد بھی پورا نہیں ہوتا - بل تشنہ ہے ' بل نامکمل ہے فاضل وزیر قانون اگر اس کو واپس لے کر ' ان تمام خامیوں کو دور کرکے نیا بل پیش کریں تو مہربانی ہو گی - آپ کا بہت بہت شکریہ-

جناب چیئرمین- شکریہ ' شہزاد گل صاحب-

جناب شہزاد گل۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ ، میں اپنے محترم ساتھی چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب کے دلائل کی تائید کرتے ہوئے مختصر طور پر چند باتوں کا اضافہ کروں گا۔ جنابوالا! جہاں تک اس بل کا تعلق ہے تو چوری کی جو تعریف Penal Code میں سیکشن 378 میں دی گئی ہے ، اس کے مطابق سڑکوں پر ، کسی پارک میں ، کسی راستے میں ، کسی دفتر کے باہر ، کسی مکان کے باہر ایسی جگہوں سے موٹر چوری کرنا یا موٹر سائیکل یا سائیکل یا دیگر موٹر وہیکلز جو بھی ہوں ، اس تعریف میں اگر گہرائی سے دیکھا جائے تو وہ اس چوری میں نہیں آتی تھیں ۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سیکشن 378 میں ہے کہ کسی چیز کو out of possession of any person without his consent الفاظ یہ ہیں کہ out of possession without his consent جب ایک کار سڑک کے کنارے کھڑی ہے یا کسی پارک میں ہے یا کسی دفتر کے باہر ہے تو اس کا جو مالک ہے اس کا possession ثابت ہونا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی possession میں اس وقت تھی یا نہیں تھی۔ اس وجہ سے اس قسم کا قانون لانا ، اس قسم کی ترمیم لانا ضروری تھا کہ اگر کوئی موٹر کار ہے یا موٹر وہیکل ہے وہ کسی سڑک کے کنارے سے کسی دفتر کے باہر ، کسی مکان کے باہر یا کسی اور جگہ عوامی جگہوں سے کوئی چرا کر لے جائے تو چاہیئے کہ اس کے لئے سزا دینا اس کے لئے ایک علیحدہ جرم کے طور پر ترمیم لانا ضروری تھا کہ ایسی باتیں بیچ میں آ جائیں جناب والا !۔

تو ایک یہ ہے کہ اس قسم کی کمی محسوس کی جا رہی تھی لیکن جو ترمیم ابھی لائی گئی ہے ،جو بل ابھی نیشنل اسمبلی سے پاس ہو کر آیاہے تو جس طرح بھنڈر صاحب نے کہا تو یہ اغراض و مقاصد میں نامکمل ہے ۔ جناب والا ! یہ درج ہے کہ concealment and assistance جب بھی کار وغیرہ کی چوری اس قسم کی ہو تی ہے تو وہ ایک شخص اکیلے نہیں کرتا ساتھ کوئی دوسرا چوکیدار بھی ہو گا کہ بھائی کوئی آ نہ جائے اور چور چابی سے موٹر کو کھولتا ہے تو ایک چوکیدار بھی اس کے ساتھ ہوتاہے پھر جب موٹر یہاں سے لے جاتے ہیں تو جناب والا ! اس ملک میں بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں پر لے جا کر ان گاڑیوں کو کھڑی کر دیتے ہیں اور پھر مالک کو پیغام بھیجتے ہیں کہ اتنی رقم لے آؤ اور اپنی گاڑی لے جاؤ۔ یا پھر جب مالک تلاش کرتے کرتے کسی خاص علاقوں میں چلا جاتا ہے تو پھر دلال کے ذریعے بات آتی ہے کہ اتنی رقم دے دو تا کہ گاڑی آپ کو مل جائے ۔ تو پھر لاکھوں کی گاڑی ہوتی ہے اور مجبورا اس کو پیسے

دینے پڑتے ہیں اور گاڑی کو چھڑانا پڑتا ہے یا اگر کوئی گاڑی کو claim نہ کرے یا گاڑی کے پیچھے نہ جائے یا گاڑی کی مطلوبہ رقم ان کو نہ دے تو پھر وہ گاڑی کو کہیں دور لے جا کر bargain centre کے through بیچ دیتے ہیں جعلی کاغذات تیار کر لیتے ہیں۔ نمبر پلیٹ اور chasis کے نمبر تبدیل کر لیتے ہیں اور گاڑی کو dispose of کر دیتے ہیں اس کے ساتھ اور بھی لوگ شامل ہو جاتے ہیں یا پھر گاڑی کو توڑ کر ، ایسے علاقوں میں لے جا کر کے گاڑی کے پرزے کباڑی بازار میں یا کسی بازار میں، جس طرح پشاور میں ہے پرزہ جات کی مارکیٹ میں، وہ بیچ دیئے جاتے ہیں اور ان سے اس کار کے برابر بلکہ اس سے زیادہ قیمت وہ وصول کر لیتے ہیں گاڑی کو توڑ پھوڑ کر ۔تو جب ایسے اشخاص کو جو کار کی چوری میں assistance دیتے ہیں یا جو کار کی چوری کے ساتھ اور کار کو dispose of کرنے میں اس کی مدد کرتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے------ باوجود یہ کہ اغراض و مقاصد میں یہ تحریر کیا گیا ہے لیکن اس بل میں، سیکشن 381(a) میں یہ بات نہیں ہے۔ صرف چور کے لئے تو سزا رکھی لیکن conspirer کے لئے کوئی سزا نہیں ہے تو اس وجہ سے بھی یہ بل نا مکمل ہو کر رہ جاتاہے جو اغراض و مقاصد وہ حاصل کرنا چاہتے تھے وہ حاصل نہ ہو سکے۔ اب جب چوری کی گاڑی کہیں مل بھی جائے تو پھرسزا وہ سیکشن 411 میں stolen property میں کی جائے گی۔ تو stolen property میں بھی سزا تین سال ہے اور theft میں بھی سزا تین سال ہے تو سزا کو زیادہ کرنا ضروری تھا لازمی تھا تاکہ اس قسم کی واردات کا تدارک ہو سکے ۔ تو سزا تو انہوں نے سات سال کر دی لیکن جس طرح کہ بھنڈر صاحب نے فرمایا جناب والا ! یہ کیس چلے گا نہیں ۔ Magistrate First Class کے powers نہیں سات سال وہ سزا دے نہیں سکتا جب تک کہ اس کے پاس سیکشن 30 کے اختیارات نہ ہوں اور چالان مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کی عدالت میں داخل ہو گا سیشن کورٹ میں directly چالان داخل ہو نہیں سکتا جب تک کہ اس کا exclusive jurisdiction نہ ہو۔ تو ایسے حالات میں یہ بل نامکمل ہے اور چاہئے تھا کہ اسے واپس لے یہی بات آئے گی ہم تو کئی بار کہہ چکے ہیں کہ حکومت کو حوصلہ ہوناچاہیے کیوں کہ joint sitting سے وہ ڈرتے ہیں کہ joint sitting میں بل پھر جائے گا تو وہاں پر وہ پاس نہیں ہو گا یا ان کا مقصد حاصل نہیں ہو گا کوئی بھی بل آج تک ۔ ہم ابھی جناب والا ! پانچ سال ختم ہونے کو ہیں لیکن 5 سال میں ایک بل بھی legislation کے لئے joint sitting میں نہیں لایا گیا ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی joint sitting کا اجلاس بلایا

گیا ہے بلکہ رولز بھی ابھی تک frame نہیں ہوئے ہیں ۔ یہ کیوں گھبراتے ہیں ۔ رضا ربانی اس وقت ہمیں کہیں گے کہ آپ اپنی ترامیم پر زور نہ دیں اور اس بل کو اسی طرح پاس کر لیں اور ہم بعد میں آپ کی ترامیم کو شامل کر کے ایک Ordinance کے ذریعے اس کو نافذ کر دیں گے۔ اسی طرح جناب ! یہاں پر آپ کی موجودگی میں Civil Laws Amendment Bill آیا تھا اور ہماری کافی ترامیم تھیں ، انہوں نے کہا تھا کہ اپنی ترامیم واپس لے لو کیونکہ یہ بل Joint Sitting میں جائے گا اور ہم بعد میں amended bill لائیں گے یا پھر Ordinance لائیں گے اور آپ کی تمام ترامیم کو اس میں سمو دیں گے لیکن آج تک اس Civil Laws Amendment Bill کے متعلق کچھ نہیں لائے حالانکہ یہ وعدہ فلور پر کیا گیا تھا کہ ہم اس میں Amendments لائیں گے لیکن وہ ابھی تک نہیں لائے بلکہ اس کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ meeting بلائیں گے جس میں آفتاب شیخ صاحب تھے ، میں تھا ، بھنڈر صاحب تھے، مندوخیل صاحب اور یحیٰی بختیار بھی تھے ان کی کمیٹی بنائی گئی تھی کہ یہ بیٹھ کر ان ترامیم پر بات کریں گے لیکن آج تک نہ وہ meeting ہوئی اور نہ اس کے متعلق کوئی بات ہوئی ۔ جناب والا! جہاں تک اغراض و مقاصد کا تعلق ہے وہ بالکل لازمی ہیں لیکن اپنے اغراض و مقاصد کے مطابق بھی بل نہیں لایا گیا ہے ۔ ہماری گزارش یہ ہو گی کہ ہماری ترامیم کو منظور کر کے اور بل کو modify کر کے اسے joint sitting میں اگر بھیج دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ یہ بل joint sitting میں پاس ہو جائے یا یہ واپس لے لیں اور نیا بل لائیں تاکہ اس میں کوئی خامی نہ ہو اور consolidated Bill pass ہو جائے۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ سب سے پہلے تو جناب! میں وزیر قانون کو اس بات کی یقین دہانی کرا دوں کہ ہم نے جو باتیں آج کھڑے ہو کر کہی ہیں جیسے بھنڈر صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے یا میرے دوسرے ساتھیوں نے فرمایا ہے ، ہم نے صبح باقاعدہ ایک meeting کی ہے اور تقریباً" ایک گھنٹہ بیٹھ کر اس کو consider کیا ہے ۔ 7 بل اس وقت نیشنل اسمبلی سے پاس ہو کر آئے ہوئے ہیں جو ابھی اس ہاؤس میں پیش ہوں گے اور پھر ہم نے انہیں consider کرنا ہے ۔ 5 بل ہم نے examine کئے ہیں اور دو ابھی رہ گئے ہیں ۔ ہم نے سنجیدگی سے اور خلوص کے ساتھ not for the sake of the Oppositon alone , oppositon for the sake of opposition نہیں ہم نے اس کو examine کیا اور examine کرنے کے بعد

اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ جو نیا ایک section add کیا جا رہا ہے ان وجوہات کی بنا پر جیسے بھنڈر صاحب نے فرمایا یا میرے ساتھیوں نے فرمایا میں ان سب arguments کو adopt کروں گا اور میں یہ عرض کروں گا جناب چیئرمین! کہ قانون معاشرے میں جس انداز سے معاشرہ ڈھل رہا ہو اور جیسے معاشرے کا evolution ہو رہا ہو اس evolution کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قانون بنایا جاتا ہے۔ یہ قانون جو اب وضع کیا جا رہا ہے کہ کار کھڑی ہے گھر کے باہر اور چوری ہو گئی ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون justified ہیں ایسا واقعہ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں واقعات مختلف جگہوں پر ہو رہے ہیں لیکن اس کے جو پہلو ان کی نظر میں نہیں آئے یا جن کو انہوں نے consider نہیں کیا ان پر میرے ساتھیوں نے بھی بات کی اور میں اس کی وضاحت کروں گا۔ اس میں کئی ایک group involve ہوتے ہیں خالی کار کو اٹھانے والا نہیں جیسے میرے ساتھیوں نے بتایا کہ ایک شخص نے گاڑی اٹھائی اس نے پوری گاڑی dispose of نہیں کی اس نے اس گاڑی میں سے اس کا ٹیپ نکال لیا ، ریڈیو نکال لیا، بیٹری نکال لی، سٹپنی نکال لی اور اگر اس کے پاس زیادہ وقت ہوا تو پورا انجن نکال لیا اور باڈی وہیں کی وہیں کھڑی رہی۔ اب اسے آپ کیا کہیں گے یہ کار theft ہے کیونکہ کار تو وہیں کھڑی ہوئی ہے لیکن یہ سب چیزیں اب غائب ہو گئی ہیں ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی تنظیمیں معرض وجود میں آگئی ہیں اور یہ اطلاع میں جناب وزیر قانون کو دے رہا ہوں کہ ایک گروپ چراتا ہے، اٹھاتا ہے ، موٹرسائیکلوں کی بات کر رہا ہوں۔ ایک گروپ نے موٹرسائیکلیں اٹھائیں، وہ موٹرسائیکل یا موٹرسائیکلیں کارخانے میں دوسرے گروپ کے حوالے کی گئیں ۔فوراً ان کو توڑ کر اس کی identity بالکل ختم کردی اور اس کے بعد پوری موٹرسائیکل بنادی گئی لیکن پرزہ جات ادھر ادھر سے fabricate کرکے ، ملا کرکے، مال تیار کرکے مارکیٹ میں بھیج دیا گیا۔ اب تیسرا ۔ پہلی پارٹی وہ جس نے اٹھایا pick کیا وہاں سے، دوسری پارٹی وہ جس نے اسے رنگ و روغن کرکے، پرزے تبدیل کرکے مارکیٹ میں لے کر آئی۔ تیسری پارٹی وہ جو dispose of کرتی ہے ، مارکیٹ میں sale کرتی ہے اس کو اور پھر چوتھی پارٹی وہ جو اس کی registration obtain کراتی ہے ، رجسٹریشن کے دفاتر سے۔ یہ چار کا گروپ ہے جو operate کرتا ہے اور اس طرح سے یہ کاروبار پنجاب ، سندھ ، بلوچستان اور سرحد چاروں علاقوں میں ہو رہا ہے۔ تو یہ ایکٹ، یہ قانون ، یہ ترمیم، اس سب situation کو اس کو answer کرنا چاہئیے جو تشنہ ہے، جو

بات اس میں واضح نہیں ہے۔ آدمی نے گاڑی اٹھائی' آپ نے اس کو پکڑ لیا' اس نے کارخانے کو بیچا ' وہ بچ گیا اور اگر آپ گئے اس کو abettor میں لے کر آنے کے لئے' فرض کریں stolen property اٹھانے والوں کو اگر آپ نے نہیں پکڑا لیکن کار recover کی آپ نے کسی اور پارٹی سے ' تو جیسے میرے ساتھی نے بتایا کہ 411 میں punishment ہوگا' اس کا وہی تین سال punishment ہوگا۔ تو یہ قانون ابھی تک تشنہ ہے'

It requires further consideration. We are with the Law Minister. We are not opposing this Law, we just want improvement.

لیکن مسئلہ ہی یہی ہے کہ improvement کا جب وہ نام سنتے ہیں تو کرسی سے اچک جاتے ہیں۔ وہ بات وہی کہتے ہیں کہ بھئی اگر آپ نے ایک لفظ بھی اس میں add کیا تو پھر joint sitting میں چلاجائے گا' مسئلہ یہ ہے۔ اب جب سے یہ سات بل آئے ہیں' ان کا کہنا یہ ہے کہ جیسے full stop, comma کے ساتھ جس انداز سے بھی یہ بل یہاں آئے ہیں' ویسے کے ویسے ہی پاس کردو۔

جناب چیئرمین ! یہ ہمارے ساتھ شدید ناانصافی ہوگی کہ یہاں اتنے سینیٹرز بیٹھے ہوئے ہیں ' یہ بل نیشنل اسمبلی سے پاس ہو کر آئے ہیں اور ہمیں یہاں پر صرف rubber stamp کے طور پر استعمال کیا جائے ' ہم اپنی رائے پیش نہ کرسکیں' ہم اپنی ترمیمات نہ پیش کرسکیں' ممکن ہے کہ ہم بہتر ترمیمات دیں' بہتر بات لائیں ' اس کو اور comprehensive بنائیں اور all encompassing بنائیں' ہم اس کو fully covered بنائیں ۔ لیکن اگر ہم سے یہی کہا جائے کہ نہیں بھئی جیسے آیا ہے آپ صرف stamp لگادو اس پر' stamp لگا کر سینیٹ سے پاس کرو تاکہ اس پر باقی sign ہو کر یہ قانون بن جائے۔ تو یہ تو اب اس پورے ادارے کے ساتھ ناانصافی ہے۔ Article 70 میں جو ہمارا حق ہے ' جو ہمیں اختیار دیا گیا ہے کہ ہم قانون بنائیں' قانون دیکھیں' اس کو ہمیں استعمال کرنے دیجئے اور ہماری ترمیمات ' جو ہم سب نے پیش کیں ' چار پانچ ہمارے ساتھی جو ہیں انہوں نے بہت اس پر کام کیا ہے اور کام کر کے ترمیمات پیش کی ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہاؤس اس کو only بیٹھ کر consider کرے کہ آیا بل میں improvement کی مزید گنجائش ہے ' مزید گنجائش ہے اس میں amendment کی کہ نہیں۔

اب جیسے کہ میرے ساتھی نے آپ سے کہا کہ تفصیلات میں تو اس وقت یہاں جانے

اس کے بعد 13 - theft liable to *Taazir* دفعہ 14 ' اور 13 دفعہ ' ہے' نہیں ضرورت کی - 14

Punishment for theft liable to *Taazir* یہ حدود کی بات نہیں کر رہا ہوں جناب *Taazir* کی بات کر رہا ہوں آپ سے۔ اس کے بعد پھر آئیے جو مزید دفعات ہیں اس سیکشن میں' اس قانون میں' یہ میں offences against property کی بات کر رہا ہوں۔ inforces of Hudood ordianance اس میں تو اس میں بھی چوری پہ تعزیر ہے پھر یہ آپ نے جو penal code میں جو sections لگائے ہوئے ہیں 378 سے لے کر کے مزید اور 381 تک یہ جو add کرنا چاہتے ہیں ان سب کا تقابلی جائزہ یہ اگر آپس میں collide تو نہیں کر رہے ہیں یا purpose آپ کا 381- A serve کرے گا کہ نہیں کرے یا خالی statute book پہ آپ ایک اور ٹھپہ لگا رہے ہیں ایک نیا سیکشن اور اس میں شامل کر رہے ہیں ان سب باتوں کو consider کرنے کے بعد جو مناسب ترامیم ہیں اس کے لئے ان کو open heartedly welcome کرنا چاہئیے اپوزیشن ان کی مدد کر رہی ہے کہ بل کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ لہذا' ہم اس موجودہ شکل میں جو اس بل کے aims and objects ہیں ہم نے اس موجودہ شکل میں کل ہی اس بل کو oppose کیا تھااور آج بھی اس کو oppose کرتے ہیں لیکن ہم اس سے اس بات میں ان کے ساتھ ہیں ایسا قانون بننا چاہئیے جو fully covered ہو ہم جو ترامیم دیں - جیسے سیکشن 30 Magistrate یہ سب باتیں ہیں anamolies نہیں ہے ان anamolies کو دور کرنا پڑے گا۔ اس لئے میں آپ سے عرض کروں گا کہ یہ تمام معروضات جو میں نے پیش کی ہیں میرے ساتھیوں نے پیش کی ہیں ان کو بہت ٹھنڈے دل سے وزیر قانون کو consider کرنا چاہئیے اور consider کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ Bill کو واپس لے کر کے دوبارہ اس کو دیکھیں کہ constitution کی دفعہ سے اس کا collission تو نہیں ہو رہا میں fundmental right No.13 پڑھا اس میں ایک ہی قسم کا جرم سزا مختلف قوانین میں ہے۔ یہ ایک ہی قسم کا جرم ہے اس کی سزا مختلف قوانین میں ہے تو میں عرض کروں گا کہ اس کو coolly consider کر کے اس میں جو ترمیم مناسب ہو ہم ان کی مدد کرنے کو تیار ہیں ز بردستی kick مار کے اسے کہتے ہیں گول کرنا زبردستی کا پوائنٹ سکور کرنا یعنی ہم نے پاس کرا دیا یہ غلط ہے۔ Thank you very much۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب پروفیسر صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین! میرے فاضل ساتھیوں نے خصوصیت سے جناب انور بھنڈر صاحب نے بہت ہی مدلل انداز میں اس بل پر گفتگو کی ہے اور ان تمام دلائل کی تائید کرتے ہوئے میں صرف تین چار چیزوں کی طرف آپ کو اور حکومت کو متوجہ کو کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہم یہ بات سنتے سنتے تھک گئے ہیں جو بل اسمبلی سے آ جائے اسے سینٹ لازماً پاس کرے ۔یہ بات ہم کو ماضی میں بھی بار بار کہی گئی ہے آج بھی کہی جا رہی ہے۔ اگر یہی رویہ ہے تو پھر آخر Upper House کی ضرورت کیا ہے اس کو revising House اور revision House کہتے اس لئے ہیں کہ ایک ہاؤس سےجو چیزوں میں سقم رہ جاتے ہیں جو کمزوریاں رہ جاتی ہیں دوسرا ہاؤس ان کو پورا کرے۔ دستور کی یہ پوری سکیم ہے اور آپ نے اپنی ایک strategy کی بناء پر اس سکیم کو معطل کر دیا ہے۔ میں متوجہ کروں گا جناب وزیر قانون کو کہ انگلستان میں ہندوستان میں دوسرے تمام ممالک میں جہاں دو چیمبرز ہوتے ہیں وہاں ایک نہیں سینکڑوں قوانین ہیں جو ammendment کے بعد اپنے اپنے قانون کے مطابق یا originatingہاوس میں دوبارہ گئے ہیں یا joint session میں لے جائے گئے ہیں۔ اس بات کو ان حدود کے اندر رکھئیے ہاں کبھی کوئی بہت ایمرجنسی اور اس قانون کا فوراً وجود میں آنا بہت ضروری ہو تو ہم نے تعاون کیا ہے۔ لیکن اس دلیل کی بنیاد کے اوپر ایک ہاوس کو redundent بنا دینا یہ بات دستور کے خلاف ہے اور ہاوس کے وقار کے خلاف ہے۔

دوسری بات جناب والا! جو سوالات اٹھائے گئے ہیں ان میں کچھ تو جزوی نوعیت کے ہیں اور ان کے ذریعے سے اس قانون کو بلاشبہ improve کیا جا سکتا ہے۔ میرے بھی signatures ہیں ان تمام amendments کے اوپر جو اس ہاؤس میں ہم نے پیش کی ہیں لیکن چند پوائنٹس تو substentialہیں اور ان substantive پوائنٹس کے اندر سب سے اہم نقطہ میری نگاہ میں یہ ہے کہ ایک جرم کی مختلف سزائیں ملک کے قانون کے نظام کے اندر انصاف کےخلاف ہیں اور اس سے پورے ملک کا جو نظام ہے اس کو contradiction اور inconsistencies کا شکار کررہے ہیں ۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں تو شاید بے جا نہ ہو کہ آپ ایک ایسا نیا جرم create کررہے ہیں ۔ جس سے already حدود اور تعزیر کے قانون میں cover کیا ہوا ہے ۔ اور یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس طرح دراصل آپ اس قانون کو avoid کرنے کے لئے یہ آپ نیا جرم بنارہے ہیں ۔ تاکہ car کے سلسلے میں جو چوری ہو اس کو حدود کے

تحت نہ چلایا جاسکتے اور یہ کہا جاسکے کہ special crime ہیں اور یہ special crime کے لئے special provision موجود ہیں اور اسے صرف اس قانون کے تحت چلایا جائے گا ۔ یہ بڑی basic point ہے جناب والا ! اسی طرح جو اس میں مجسٹریٹ کی پاور والا مسئلہ ' In fact یہ blunder ہے اور آپ ہم سے یہ توقع کیسے رکھتے ہیں ۔ یہ ایک طرف تو ہم punishment کو prescribe کریں ۔ اور دوسری طرف جس authority کو وہ سزا دینی ہے ۔ وہ authorize نہیں ہے punishment دین کے طریقے سے دینی ہے ۔ آپ expect کرتے ہیں کہ یہ ایوان اس قسم کے کھلے کھلے blunders جو ہیں ان سے گزر جائے ۔

پھر جناب والا ! میں یہ بات بھی کروں گا کہ میرے ساتھیوں نے بہت صحیح کہا کہ اصل مسئلہ قانون میں تبدیلی کرنے کا ہے آپ کا پورا نظام جس طریقے سے چل رہا ہے پولیس کا معاملہ ' انتظامیہ کا معاملہ' شیخ صاحب نے ان چار پارٹیوں کا ذکر کیا جو مل کر یہ کام کررہے ہیں ۔ میں اس میں سے ایک پانچویں کی نشاندہی بھی کرتا ہوں ۔ اور ان چوروں کے وہ سرپرست ' جو اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ' جو sacrosanct ہوگئے ہیں ۔ اب ان کی سرپرستی میں یہ سارا کام ہورہا ہے ۔ یہ قانون ان کو ہاتھ نہیں لگاتا ۔ یہ صرف ان کارندوں کو ہاتھ لگاتا ہے جنہیں یہ با اقتدار افراد یہ protected افراد ' استعمال کررہے ہیں اپنے آلہ کار کو' قانون اگر بنانا ہے تو وہ بنائیے جو سب کو پکڑسکے ' اور بڑی مچھلیوں کو پکڑئیے ۔ بڑی مچھلیوں کو protection اور چھوٹی مچھلیوں کی گرفت ' یہ خود انصاف کے خلاف ہے ۔ تو جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ اس حکومت کو اس قانون کے سلسلے میں جلدی نہیں کرنی چاہئیے ۔ اور جب سے قوانین آرہے ہیں ہم نے تو ترامیم نہیں کی ہیں ۔ ہم حکومت سے cooperate کرنے کو تیار ہیں ' لیکن اس میں سمجھنا چاہئیے کہ قانون سازی ایک serious کام ہے ۔ اور ہم نے دراصل قانون سازی کو مذاق بنادیا ہے ۔ ۹۰ فیصد آرڈیننسز کے ذریعے قانون آرہے ہیں ۔ اسمبلیوں میں ' سینیٹ میں بحث کوئی نہیں ہوتی ۔ بار بار انہی کو renew کردیا جاتا ہے ۔ اور ان کا نظام ان arbitrary قوانین کے ذریعے چل رہا ہے ۔ اور جو قوانین پارلیمنٹ کے ذریعے سے بھی آرہے ہیں ' اگر ان میں بھی اتنے سقم ہوں ' اتنے جھول ہوں ۔ اتنے تضادات ہوں ' اتنے خلاء ہوں ؛ تو آپ یہ بتائیے کہ اس طرح ہم نے پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے قانون سازی کے معاملے کے اندر کیا خدمت انجام دی ہے ۔ کیا یہاں پر یہ صرف الاونس لینے کے لئے

ہیں - کیا یہاں پر یہ لوگ تماشا بننے کے لئے ہیں - سیاسی معاملات میں ایک دوسرے کے گریبان پکڑنے کے لئے ہیں - یا یہ ادارے اس لئے ہیں کہ یہاں serious قانون سازی ہوتی ہے - اور اس میں یہ وقت صرف کیا جائے - ہم اس کے لئے تیار ہیں گھنٹوں بیٹھنے کے لئے ایوان میں بیٹھنے کے لئے تیار ہیں ' ایوان سے باہر بیٹھنے کے لئے تیار ہیں - committees میں بیٹھنے کے لئے تیار ہیں - لیکن آپ آئیں تو ! قانون سازی کرنے کے لئے - آپ کا عالم تو یہ ہے کہ نیشنل اسمبلی جس دن prorogue ہوئی ہے اس کے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر آپ نے ایک نیا آرڈیننس جاری کردیا - اور وہ آرڈیننس کس بارے میں ہے - میری مراد یہ ہے کہ اس میں آپ نے یہ sanction دی ہیں اپنی agencies کو کہ وہ تمام پارلیمنٹ کے ممبرز اور اس ملک کے شہریوں کے ٹیلیفون ٹیپ کرسکے - یہ بات شرمناک ہے کہ قانون کے ذریعے آپ یہ اجازت دے رہے ہیں اور اس طرح دے رہے ہیں کہ پارلیمنٹ اٹھی اور آپ نے یہ آرڈرز جاری کرلئے - یہ طریقہ بدلئیے یہ راستہ ملک کو چلانے کا نہیں ہے - یہ راستہ جمہوریہ کا نہیں ہے - یہ راستہ قانون کی بالا دستی کا نہیں ہے - یہ راستہ دستور کی پابندی وقت کا نہیں ہے

Mr. Abdur Raheem Khan Mandokhel: Point of order, excuse me, Sir.

(interruption)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل :- اگر یہ ایوان کو خوش گپیوں کے لئے اپنے باقی سارے معاملات کو طے کرنے کے لئے جمع کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کریں لیکن بہر حال ہم اپنا فرض ادا کریں گے۔

(interruption)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل- آپ سے ہم یہی توقع رکھتے ہیں - لیکن اس کے باوجود بھی حقیقت یہ ہے کہ جتنی چہ میگوئیاں ہیں ' اور جتنی گفتگو وہاں ہورہی ہے وہ اس بات کاثبوت ہے کہ آپ ان معاملات کو سنجیدگی سے نہیں لے رہے ہیں -

Mr. Chairman: Anybody else?

جناب چیئرمین- شکریہ جی' 'anybody else' اور کوئی' جی شفقت محمود صاحب۔

جناب شفقت محمود۔ جناب چیئرمین صاحب' میں کوئی لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا میں اس بل کے اہداف سے اتفاق کرتا ہوں' میں صرف ایک چیز کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جہاں جہاں اس قسم کے criminal procedure code میں تبدیلیاں لائی جا رہی ہے وہاں انصاف کو سہل' آسان اور جلدی بنانے کے بارے میں بھی Law Ministry توجہ دے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جی آپ؟

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا' میں آپ کے توسط سے اس قانون کے بارے میں اتنا عرض کروں گا کہ قانون تو یہاں بہت بناتے ہیں' پہلے بھی بہت سے قوانین موجود ہیں لیکن عجیب سی بات ہے کہ ایک ملک کے اندر مختلف ضابطے اور قوانین ہیں یہ میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ میں قانون دان نہیں ہوں--- کم از کم یکساں قانون ہوں سب کے لیے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قانون پر عملدرآمد ہو۔ اور قانون پرعملدرآمد اس وقت ہو گا جب قانون بنانے والے خود اس کی پابندی کریں۔ میں پورے خلوص سے یہ بات کہتا ہوں کہ اس ملک کے اندر سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ جو سب سے بڑی آدمی ہے یا Member legislation ہے یا حکومت کا وہ functionary ہے اور حکومت میں اس کے پاس کوئی اہم عہدہ ہے۔ سب سے زیادہ قانون کی پامالی تو وہی کرتا ہے۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ قوانین جو ہیں وہ بنائے جا رہے ہیں مگر جو قوانین بنانے والے لوگ ہیں یا جو حکمران طبقہ ہے وہ اس کا کوئی احترام نہیں کرتا تو اس سے کیا فائدہ ہو گا' ہمارے ملک کے اندر جرائم جو بڑھ رہے ہیں اس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ rule of law نہیں ہے۔ قانون کی حکمرانی نہیں ہے۔ قانون کا احترام ان لوگوں میں نہیں ہے جو قانون کے ذریعے اقتدار حکومت یا جمہوریت کے ذریعے عوام کی نمائندگی کے دعویدار ہیں۔ غیرجمہوری قوتوں کو چھوڑ دیں چلو وہ نہیں کرتے ہیں' ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے وہ عوام سے نہیں آتے' وہ شبخون مار کر اقتدار حاصل کرتے ہیں مگر ہم عوام کے ذریعے آتے ہیں' عوام کی نمائندگی کے دعویدار ہیں تو سب سے پہلے تو قانون کے سامنے ہمیں اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے اور اس کے آگے احتراما جھکنا چاہئے۔ حالات یہ ہیں کہ ابھی جیسے دھماکے وغیرہ--- فرض کریں میں نمائندہ ہوں اگر پولیس والا' یا کوئی قانون نافذ کرنے والا مجھے کہیں روک لیں تو میں غصے میں آ کر اس کو تھپڑ مار دوں گا بجائے اس کے کہ یہ کہوں کہ اس نے اچھی بات کی

ہے یا میں ٹریفک کی خلاف ورزی کر رہا ہوں یا کوئی قانونی خلاف ورزی کر رہا ہوں۔ تو میں اس کا خیال نہیں کروں گا الٹا اس کی حوصلہ شکنی کروں گا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے اندر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے بھی یہ سمجھ لیا ہے کہ جہاں دو طبقوں کے لوگ ہیں۔ ایک طاقتور لوگ ہیں جو بڑی بڑی گاڑیوں بیوک' پجارو' ٹربو میں پھرتے ہیں وہ کچھ بھی کریں اسلحہ ساتھ لے جائیں کوئی پرواہ نہیں ہے' گاڑیاں اٹھوائیں پرواہ نہیں ہے' ڈکیتیں کی سرپرستی کریں پرواہ نہیں ہے' کوئی اور بڑے بڑے پیسے کمانے کےجو آسان طریقے ہیں ہیروئن وغیرہ کے وہ کریں پرواہ نہیں لیکن جو عام طبقہ ہے اس پر قانون ضرور لگتا ہے۔ ریڑھی والے کو ضرور مارو' جو رکشہ چلاتا ہے اسے ضرور مارو' اس سے کیسےکام چلے گا۔ آپ اپنے آپ کو قانون کے تابع نہیں کرتے judiciary کی بالادستی کو نہیں مانتے' عدلیہ کا احترام نہیں ہے اور جسے moral value کہتے ہیں یعنی moral charactrer جسے کہتے ہیں اس کی کمی ہو تو یہاں آپ قانون کے انبار لگاتے جائیں لیکن جس مقصد کے لیے آپ قانون سازی کر رہے ہیں جو آپ کا اصل ہدف وہ آپ کو نہیں ملے گا۔ میری اس تمام معزز ایوان سے گزارش ہے کہ قانون سازی کرتے وقت اس بات کو بھی ہم سب منظرعام پر لائیں' سب اس کا عملی مظاہرہ کریں خاص طور پر اقتدار کا جو گروپ ہے' جو حکمران ہیں' جو حکومت کر رہے ہیں وہ بھی قانون کا احترام کریں' وہ بھی قانون کے سامنے اور عدلیہ کے سامنے اور ملک کے جو تمام قوانین ہیں ان کے سامنے اپنے آپ کو ایک برابر شہری سمجھیں دوسروں سے برتر نہ سمجھیں۔بس میری یہ گزارش ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ' جی Law Minister صاحب اور تو کوئی نہیں ہے اب--- بس دو بجے تک تو چلاتے ہیں۔

میاں رضا ربانی۔ سر' اس کو آج complete کر لیں۔

جناب چیئرمین۔ ٹائم نہیں ہو گا اب تو۔

Mian Raza Rabbani: Sir we want to take very long

اس کے بعد clause by clasue ہے۔

جناب چیئرمین ۔ ترامیم بھی ہیں ناں ۔ نہیں I will put the first motion to vote but we need time for that ترامیم کے لیے time نہیں ہو گا۔

Mian Raza Rabbani: Sir I do not think Bhinder Sahib would be pressing those.

جناب چیئرمین - نہیں if they are not pressing پھر دیکھ لیتے ہیں آپ اپنا جواب تو دیں تو پھر I put the motion for vote. Sir, thank you very much. جہاں تک اعتراضات کا تعلق ہے اور جو چند باتیں کی گئی ہیں اس سلسلے میں صرف اتنا پہلے کہنا چاہوں گا کہ،

It is not factually correct that we are trying to make the Senate redundant in any way by saying that the Bills which have been passed in the National Assembly may be passed by the Senate without any amendment. The record of the Senate will bear out that it has been our endeavour to enunciate original Bills to a great extent more so in the Senate and then take them down to the National Assembly. As far as,Ordinances or Bills that come in that shape then that has to first go to the National Assembly but, as far as, original legislation is concerned we have always endeavoured to try and give preference to the Senate so that there is an even mixing of both the Houses of Parliament.

I would also like to assure that it is for no rhyme or reason it was pointed out I would also like to assure the honourable Members that we have heard and have taken notes of the points that they have raised and that there is no attempt on the part of the treasury to try and belittle the point raised by Senator Aftab Shaikh in saying that they had a meeting he had no need to say that because I am well aware of the fact that when either of the Senators whether it is Senator Anwar Bhinder, Shehzad Gul or Aftab Sheikh or any other Senator who raises on an amendment or on certain criticism then he is not making it off the cuff or with the only intention that he would like to filibuster. And I am, on record; not only in the press but even on the floor of the National Assembly to

have repeatedly made these observations with reference to the honourable Senators from the opposition as to constructive and positive role that they have always played in assisting the government and bringing about good legislation.

Sir, one point that was raised on that this is one Bill which covers two Acts and that this is now becoming a practice I would like to most humbly state that as far as this particular case is concerned since the new Section 381(a) has been created a consequential amendment, as was required and therefore, it is being a consequential amendment it was thought appropriate that it would be incorporated in one Bill and it was named as the Criminal (Amendment) Bill and that was the only reason, there was no other reason that came into claim. Sir, as far as the questions of Hadd and Tazir are concerned, as far as the Hadd punishments which are prescribed in the Quran, are given in the Ordinance iteself , but as far as Tazir is concerned it says that it would beapplicable, the punishment would be applicable as under the Penal Code, whoever commits theft liable to Tazir shall be awarded the punishment provided for the offence of the theft in the Pakistan Penal Code. Sir, further I would like to add that the honourable Senators spoke of that enhanced punishment of the imprisonment in terms of robbery and so on are already present there in terms of 10 years 14 years and so on and so forth. But even if you look at the Section on robbery it is in general terms. Here we are talking in specific terms in terms of theft of cars, scooters, tractors or any other vehicle of that type. So that was the difference that has been created overhere, Sir. Sir, the other point that has been raised is that the statement of objects is not in consonence with the Bill that has been brought on. Sir, I can place on the record of the House if you so like I have the original Bill that was moved by the Government in the National Asssembly

which covered all of these points but the wisdom of the legislators in the National Assembly thought it otherwise and they amended the Bill to theextent that to which it was passed by the Standing Committee of the National Assembly and subsequently the two verbal amendments which Ihad earlier mentioned while enunciating the Bill.

On the question of the Magistrates Sir, I would most humbly like to state that if you go through the Schedule itself you would find that in no case even in places where the punishment is more than three years and the Magistrate is provided for no where is it specified that has to be under Section 30 it is given in the court of sessions or a Magistrate of the Frist Class in the similar fashions, as it has been provided for in the section and it has been a tradition also Sir, that in matters relating to such matters when the cases are marked they are only marked to section 30 Magistrates who are empowered to carry out the punishment.

Further also Sir, it has been in very rare cases though butit has nevertheless been seen that if for some reason or the other a case has gone before a Magistrate of the Frist Class, who has not been authorized under Section 13 and if he feels that the full course of the punishment should be awarded then it is sent to a Magisterate of the Frist Class.

As far as Sir, the point that was raised by another honourable Senator with reference to the Civil Law or Reforms Bills that was passed and the commitment given by the government was not fulfilled at that stage my predecessor was there but I would nevertheless like to say that any commitment that he had given the governemnt will honour that commitment and the record may be seen because I was given to understand by him just now that perhaps it

was that the committee would give its recommendations and we would then bring it in the form of a Bill but the recommendations have not come. But I would not like to get into that if we can check on the record, whatever the commitment at that stage was we are willing to fulfil that commitment, we are not deviating from that commitment.

Then Sir, on the basis of this I would most humbly beseach the House that the Bill as passed by the National Assembly be passed by this House. Thank you.

THE CRIMINAL LAW (Amendment) BILL, 1995.

Mr. Chairman: Thank you. It has been moved by Mian Raza Rabbani, the Minsiter of State for Law and Justice that the Bill further to amend the Paksitan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Prodcedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 1995], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion is carried.

اب amendments کا معاملہ ہے تو اس میں میرا خیال ہے وقت لگے گا،

So we can take it up tomorrow?

Mian Raza Rabbani: Right Sir.

Mr. Chairman: So the House is adjourned till tomorrow at 9.30 a.m.

[The House then adjourned to meet again at 9.30 of the clock in the morning on Thursday, the 28th of December, 1995].